توحید کی حقیقت

مؤلف

محمد عبد الحفیظ عمری

وَقْفٌ لِلّٰهِ تَعَالٰی

(NOT FOR SALE)

مختصر عنوانات

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
توحید کے فوائد	8
توحید کا انکار اور شرک کے نقصانات	15
توحید کی حقیقت	19
انبیاء و اولیاء کو اسباب سے بالاتر قوت وقدرت حاصل نہیں	22
مشرکین عرب کا شرک اور اسکی حقیقت	25
سفارشی	28
غیر اللہ کو سفارش کا حق نہیں	34
عبادت صرف اللہ کیلئے ہی سزاوار ہے	36
اللہ تعالی سے دعا کرنا عبادت ہے	38
رسول اکرم ﷺ کے فضائل ومناقب	40
فضائل درود شریف	43
وفات نبی ﷺ	45
نبی کریم ﷺ کو علم غیب نہیں تھا	47
نبی کریم ﷺ کے بارے میں غلو سے اجتناب	48
رسول اللہ ﷺ اور حقیقتِ نور	50
شفاعت رسول اللہ ﷺ	51
کسی کو قطعی طور سے اولیاء اللہ یا جنتی قرار دینا منع ہے	56
شہداء اور حیات برزخ	59
شرک کی حقیقت اور شرک کے اقسام	62
قدرت اور اقتدار اللہ کیلئے	89
وسیلہ کی تعریف، وسیلہ کس طرح اختیار کیا جائے	114
اللہ کی بلند ذات اور اس کے اسماء حسنیٰ وصفات عالیہ کے ذریعہ وسیلہ	116
اسم اعظم کے ذریعہ وسیلہ	116
اعمال صالحہ کا وسیلہ	117
اللہ پر توکل کا وسیلہ (ابراہیمؑ کی دعا)	118
نماز تہجد کی نورانی دعا	119
صحابہ کرامؓ کے عمل کی روشنی میں	121
اپنے مومن بھائی کی دعا کے ذریعہ وسیلہ	122
رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ نے آپ کا وسیلہ ترک کردیا	126
شفاعت کبریٰ	131
ایمان کا مطلب	133
توحید کی قسمیں	142
تقاضہ اسلام اور انسانیت	144

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

اللہ عزوجل نے رسولوں کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائیں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ (النحل ۳۶)

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ تم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اسکے سوا تمام معبودوں سے بچو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا (النساء:۳۶)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو

توحید کی تبلیغ اور تحفظ انبیاء ورسل کا اہم فریضہ تھا لہٰذا مسلمانوں پر قیامت تک توحید کی حفاظت کی ذمہ داری عائد ہے کہ توحید کو عام کریں اور شرک سے بچیں۔

جو کوئی توحید کو مانے یعنی اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر ایمان رکھے اور اللہ کی ذات وصفات اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے اور قرآن وحدیث پر عمل کرے ان کو اللہ تعالیٰ دنیا میں اچھی زندگی دیتے ہیں اور آخرت میں کامیاب فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موحدین اور ایمانداروں کو جو شرک نہیں کرتے ان کو امن عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا وآخرت میں مدد فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مومنین کی طرف سے دفاع فرماتے ہیں اور ان کو دشمنوں کے شر سے بچاتے ہیں اور اسی توحید کو ماننے کی وجہ سے انہیں، اللہ تعالیٰ شریروں کے شر سے، فاسقوں کی چال سے محفوظ رکھتے ہیں۔ موحدین کی مدد کیلئے اللہ کے حکم

سے ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باآواز بلند یہی اعلان فرمایا: یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قُوۡلُوۡا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفۡلِحُوۡا ''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو اور کامیاب ہوجاؤ''۔ معلوم ہوا کہ توحید کامیابی کی راہ ہے۔

اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاکر قرآن حدیث پر عمل کرے اللہ تعالیٰ انہیں عنقریب اپنی رحمت وفضل میں داخل کریں گے اور انہیں ایمان لاکر نیک عمل کرنے سے آخرت میں انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے۔ جو موحدین گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ڈال دئے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو بھی ان کے ایمان کی وجہ سے جہنم سے نکالنے کا حکم فرمائیں گے اور انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے، لیکن کافر اور مشرک جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

شرک اللہ کے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے اللہ تعالیٰ اس کے سواء جس گناہ کو چاہیں گے بخش دیں گے، مشرکین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے وہ کبھی جہنم سے خارج نہیں کیے جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّہٗ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ الۡجَنَّۃَ وَمَاۡوٰىہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ (المائدہ:۷۲)

یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اسکا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (ال عمران:۱۳۲)

اللہ اور اسکے رسول کی تابعداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی نفسانی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوں۔ (مشکوٰۃ بَابُ الۡاِعۡتِصَامِ بِالۡکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ)

جو کوئی اپنے ایمان کو اللہ اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم یعنی قرآن وحدیث کے مطابق بنائے گا تو اللہ کے نزدیک ایسے ایمان کی قبولیت ہوگی ایسے موحدین کو بروز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں صحابہ سے مخاطب ہے:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ

اگر وہ ایسا ہی ایمان لائیں جیسا کہ تم ایمان لائے تو وہ ہدایت پائیں اور اگر وہ منہ موڑ لیں تو وہ خلاف میں ہیں۔

جو کوئی اپنے ایمان کو اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کے حکم یعنی قرآن وحدیث کے مطابق نہیں بنائے گا اور توحید کو چھوڑ کر اللہ کی ذات وصفات اور عبادت میں دوسروں کو شریک کرے گا تو ایسے ایمان کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا اور مشرک کے تمام نیک اعمال بیکار ضائع و برباد ہو جائیں گے اور اسکا ابدی ٹھکانہ جہنم ہے اور قیامت کے دن مشرک رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (ال عمران:۸۵)

جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین تلاش کریگا ہر گز اس سے قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے تمام امتی جنت میں داخل ہوں گے مگر جس نے انکار کیا۔ پوچھا گیا آپ سے انکار کرنے والا کون ہے آپ نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا جس نے نافرمانی کی وہی انکار کرنے والا ہے۔ (بخاری۔ مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اسکے تصفیہ کی صرف یہی صورت ہے کہ کتاب وسنت کو مان لیا جائے اور جو اس میں ہو قبول کر لیا جائے اور جو قرآن وحدیث کے خلاف ہے وہ جہالت و گمراہی ہے۔ جو کوئی قرآن وحدیث کا فیصلہ نہ مانے وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء:۵۹)

اگر تم کسی معاملے میں جھگڑ پڑیں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور انجام کار اچھا ہے

جو کوئی ایمان کو قران وحدیث کے حکم کے مطابق بنائے گا اور عمل صالح کرے گا تو اللہ اس

کو دنیا میں اچھی زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک عملوں کا بدلہ ان کے عملوں سے بڑھ کر آخرت میں عطا فرمائیں گے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (النحل:۹۷)

جو کوئی ایماندار ہو کر نیک عمل کرے (مرد ہو یا عورت) تو ہم ان کو پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ان کو ان کا بدلہ ان کے اعمال سے بڑھ کر دیں گے۔ جو کہ وہ کرتے تھے۔

زیر مطالعہ کتاب توحید کی حقیقت میں مؤلف عبدالحفیظ عمری نے توحید کی حقیقت، توحید کے فوائد، شرک کے نقصانات، اور شرک کے اقسام، وسیلہ، اور ایمان کے مطلب کو قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں واضح کیا ہے تاکہ مسلمان توحید کو قرآن واحادیث کی روشنی میں جانیں اور اپنی زندگی میں اسکو اپنائیں اور اسکے عظیم فوائد سے مستفید ہو کر دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں۔ اور شرک کے تباہ کن نقصانات اور ابدی ناکامی سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

ابو معاذ مدنی

تاثرات

مولوی سید محمد علی حسینی

مولوی کامل (جامعہ نظامیہ)، ایم۔او۔ایل۔(عثمانیہ)

میں نے اس کتاب کا تفصیل سے مطالعہ کیا۔توحید اور شرک کے تمام پہلوؤں پر اچھی طرح روشنی ڈالی گئی ہے اور ہر بات آیات قرآینہ اور احادیث صیحہ سے ثابت کی گئی ہے۔کسی آیت یا حدیث کی تشریح میں ذرا برابر بھی تحریف نہیں کی گئی۔کوئی مسئلہ فرد گذاشت نہیں کیا گیا۔بحمد اللہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر گھر میں رہے۔ہر تعلیم یافتہ اس کا مطالعہ کرے۔تاکہ دلوں میں ایمان کی حقیقت واضح ہو۔توحید کے نور سے دل منور ہوں۔شرک کی ظلمت وضلالت سے مسلمان محفوظ ومصئون رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور سب مسلمانوں کو اس کتاب کے پڑھنے اور اس کے مطابق اپنے ایمان وعمل کو درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

سید محمد علی حسینی

مولوی کامل (نظامیہ) ایم،او،ایل،(عثمانیہ)

پرنسپل: اے کے ایم اورنٹیل کالج (عربی)

کاچی گوڑہ، حیدرآباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

تمام تعریفیں خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کیلئے ہیں جو بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کا ساجھی وشریک ہے۔عبادت، قربانی، نذر ونیاز، تعظیم وتکریم سب اسی کیلئے سزاوار ہیں۔اور درود وسلام ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی ساری زندگی بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ واحد کی بندگی کی طرف بلانے میں صرف ہوگئی اور رحمتیں نازل ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر جو شرک وبدعت سے ہمیشہ محفوظ رہے اور توحید خالص واتباع سنت پر وفات پائے۔امابعد!

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ۔ (الانبیا:۲۵)

جتنے رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ہم نے ان سب کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ بس میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے پس میری ہی عبادت کرو۔

توحید اسلام کا وہ بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سارے انبیاء ورسل اسی دعوت توحید کیلئے مبعوث کئے گئے تھے۔اسلام کا دارومدار توحید پر ہے۔آخرت میں کامیابی کا انحصار توحید پر ہے۔انسانیت کی فلاح توحید ہی میں ہے اور یہی عقیدہ امن وامان اور سلامتی کا ضامن ہے۔موحدین اللہ تعالیٰ کے گروہ ہیں۔اُن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے، ان کی مدد کیلئے اللہ کے حکم سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، اور ان کی مشکلات ومصائب کو حیرت انگیز طور پر دور کردیا جاتا ہے۔نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت بھی موحدین کو ہی نصیب ہوگی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں بہ آواز بلند اس بات کا اعلان فرمایا کہ قُوۡلُوۡا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفۡلِحُوۡا ط یعنی ''اے لوگو! کہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں (عبادت کے لائق نہیں)، تم کامیاب ہوجاؤ گے''۔معلوم ہوا کہ توحید انسانیت کی کامیابی کی راہ ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجۡزِیَنَّہُمۡ اَجۡرَہُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (النحل ۹۷)

جو کوئی ایماندار ہو کر نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت تو ہم ان کو پاکیزہ زندگی دینگے اور ہم ان کو ان کے اعمال کا بدلہ اعمال سے بڑھ کر دینگے۔ جو کہ وہ کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ کسی مومن کی نیکی میں ظلم (کمی) نہیں فرماتا اس کے باعث دنیا میں عطا فرماتا ہے اور آخرت میں نیکی کا بدلہ (ثواب) عطا فرماتا ہے اور کافر دنیا میں جو کچھ اللہ کیلئے کرتا ہے وہ ان نیکیوں کی وجہ سے (دنیا میں) کھلا دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ آخرت تک پہونچتا ہے اس کے پاس کوئی (نیکی) باقی نہیں رہتی جس کے عوض (آخرت) میں بدلہ دیا جائے۔ (صحیح مسلم)

جب کوئی انسان کلمہ طیبہ پر ایمان لاکر اپنی زندگی کو اس کے مطابق بنائے گا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا۔

موحدین کو اللہ تعالیٰ مدد عطا فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (غافر:۵۱)

بے شک ہم دنیا میں بھی اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد کیا کرتے ہیں اور جس روز گواہ قائم ہونگے۔

معلوم ہوا کہ موحدین کو اللہ تعالیٰ مدد عطا فرماتے ہیں۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ:۲۵۶)

پس جو کوئی جھوٹے معبودوں سے انکار کرے اور اللہ پر ایمان رکھے تو (جان رکھو) اس نے ایسا مضبوط سہارا لیا جو ہرگز نہ ٹوٹے گا اور اللہ خوب سنتا اور خوب جانتا ہے۔

ناظرین کرام! ذرا غور کیجئے کہ جسکو اللہ تعالیٰ مدد اور سہارا عطا فرمائے پھر اس کی کامیابی و کامرانی کا کیا کہنا! اور یہ صرف توحید کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

موحدین کی مدد کیلئے آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں

ارشاد الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (فصلت ۳۰۔۳۱)

جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر وہ اسی پر جم گئے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں (یہ کہتے ہوئے) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اس کی خوش خبری قبول کرو۔ تمہاری دنیاوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ توحید پرستوں کی مصیبتوں و مشکلات کو اس طرح دور فرماتے ہیں جس کا انسان وہم و گمان بھی نہیں کرسکتا اور حیرت انگیز طور پر فرشتوں کو ان کی مدد کیلئے نازل فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو شر سے بچاتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ (الحج:۳۸)

بے شک اللہ ایمانداروں کی مدافعت کرے گا اللہ کبھی کسی خائن اور ناشکرے سے محبت نہیں کیا کرتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہیں جو اِس پر ایمان لائے اور بھروسہ کئے اور اس کی طرف رجوع کئے، اللہ تعالیٰ ان کو شریروں کے شر اور فاسقوں کی چال سے محفوظ رکھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کی مدد فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (الروم:۴۷)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے پھر ان کے پاس کھلے کھلے دلائل لائے پس ہم نے ان مجرموں سے بدلہ لیا اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔

کفار کے مقابلے میں مومنوں کی مدد کرنا یہ ایسا حق ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مقدس کا مومنوں پر احسان ہے تاکہ ایمان والوں کی عزت ہو اور ان پر احسان ہو۔

قرآن مجید میں عقیدۂ توحید کے متعلق آیا ہے کہ کلمہ طیبہ کی مثال ایسی ہے جیسے اچھی ذات کا درخت ہو جس کی جڑیں زمین میں جمی ہوئی ہیں اور جس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہوں جو ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل پر پھل لائے چلا جاتا ہے۔ یعنی یہ کلمہ پائیدار کامیابی عطا کرتا ہے۔

موحدین کو اللہ تعالیٰ ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ	ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا و آخرت میں ثبات عطا کرتا ہے۔

(ابراھیم:۲۷)

یعنی توحید پرستوں کو اللہ تعالیٰ عقیدۂ توحید کے اقرار کی وجہ سے دنیا میں بھی کامیابی و کامرانی عطا فرماتا ہے اور قبر کی منزل اور قیامت کے دن بھی انھیں سرخرو کرتا ہے۔

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے میرے رب! مجھے ایسی چیز (کوئی ایسا کلمہ) سکھا دیجئے کہ جس کے ذریعہ میں آپ کو یاد کروں اور آپ سے دعا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اے موسیٰ! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ"۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا "اے میرے رب! یہ کلمہ تو سارے ہی بندے پڑھتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ "اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمانوں اور ان کے باشندے سوائے میرے اور ساتوں زمین ترازو کے ایک پلڑے میں ہوں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو دوسرے پلڑے میں، تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ان سب سے وزن میں زیادہ ہوگا (بھاری ہوگا)۔ (حاکم، ابن حبان) یعنی زمین و آسمان پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھاری ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی رزق اور عمر کو بڑھاتے ہیں جو ایمان لا کر صلہ رحمی کرتے ہیں

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے کہ اس کی رزق میں فراخی (زیادتی) ہو اور اس کی عمر میں درازی ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

عقیدۂ توحید سے دنیا کی خلافت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو یہ کہہ کر دعوت پیش کی تھی کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ تم اس کو قبول کرلو گے تو عرب و عجم کے حاکم بن جاؤ گے۔ وہ یہ کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو یعنی توحید کا اقرار کرلو۔ معلوم ہوا کہ اس عقیدہ سے دنیا کی خلافت ملتی ہے۔ نیز مادی طور پر بھی کامرانی نصیب ہوتی ہے اور حق تو یہ ہے کہ خود دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اسلامی ریاست کی بنیاد جب مدینہ منورہ میں رکھی گئی تو زیادہ سے زیادہ وہ علاقہ سو ۱۰۰ مربع میل رہا ہوگا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک صرف آٹھ نو سال کے قلیل عرصے میں یہ ریاست پھیل کر دس بارہ لاکھ مربع میل تک

وسیع ہوگئی اور لاکھوں انسانوں نے صمیم قلب سے توحید کو قبول کرلیا اور لوگوں کو ایمان و امن و سکون کی دولت ملی۔ پھر اس کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی ختم نہیں ہوا بلکہ آگے بڑھتا ہے۔ توحید پرست اصحاب برابر اضافہ ہوتے جاتے ہیں حتیٰ کہ اسلامی اقتدار ایشیاء، یورپ اور افریقہ کے کئی ملکوں میں پھیل جاتا ہے۔ کیا دنیا کا کوئی عقیدہ، کوئی اُصول، کوئی نظریہ عقیدۂ توحید کی اس کامیابی کے مقابلے میں اس کا عشر عشیر بھی پیش کرسکتا ہے۔

عقیدۂ توحید انسانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرتا ہے

توحید کا عقیدہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں اس لئے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۔	اے لوگو (سنو) ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لئے بنایا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے، جو بڑا پرہیزگار ہو، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور (ہر چیز سے) باخبر ہے

(الحجرات:۱۳)

آج دنیا میں تفریق اور فرقہ بندی کا مرض عام ہے۔ نواب، رئیس، جاگیردار، زمیندار، ساہوکار، مہاجن، کالے گورے، اونچی و نیچی ذات اور نہ جانے کتنی تفریقات ہیں اور یہی فتنہ و فساد کا اصل سبب ہیں۔ لیکن توحید کا اقرار اِن تفریقات کو ختم کر دیتا ہے اور سب کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔ اس دعوت کے ساتھ ہی انسانی وحدت اور اجتماعی عدل کا قیام وجود میں آتا ہے۔ پھر نہ کوئی قاہر رہتا ہے نہ مقہور، نہ مالک نہ مملوک، نہ حاکم نہ محکوم، نہ ظالم نہ مظلوم، سارے لوگ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں رہتی۔ اگر فضیلت ہے تو پاکبازی اور تقویٰ کی بنیاد پر۔

اللہ تعالیٰ موحدین کو دنیا میں امن و امان اور ھدایت عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا۟ إِيمَـٰنَهُم بِظُلْمٍ أُو۟لَـٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ (الانعام: ۸۲)

”وہ لوگ جو کہ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ نہیں ملایا تو انھیں کے لئے امن ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں“۔

حدیث: ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا۟ إِيمَـٰنَهُم بِظُلْمٍ“ یعنی (جولوگ ایمان لائے پھر اُنھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی وہ گناہ میں نہ پھنسے) ان کو امن ہے اور وہی راہ پانے والے ہیں) تو بہت گراں گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر، اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا کہ تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا يَـٰبُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ - (اے میرے بیٹے مت شرک کر اللہ کے ساتھ، بے شک شرک بڑا ظلم ہے)۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب صدق الایمان واخلاصہ)

معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ امن ایمانداروں کو عطا فرماتے ہیں جو شرک نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اور عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ آج یہ سوال دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ایک پریشان کن گتھی بنا ہوا ہے کہ آخر ہماری زندگی سے امن وچین کیوں رخصت ہوگیا؟ قومیں قوموں سے ٹکرا رہی ہیں۔ ملک ملک میں کھینچا تانی ہو رہی ہے، آدمی آدمی کے لئے بھیڑیا بن گیا ہے۔ حکومت میں ظلم ہے، عدالت میں بے انصافی ہے، دولت میں بدمستی ہے، اقتدار میں غرور، دوستی میں بے وفائی اور امانت میں خیانت ہے۔ یہ ساری خرابیاں آخر کس وجہ سے ہیں؟ اس کی اصل وجہ توحید کا انکار ہے۔ عقیدۂ توحید کا اقرار ہی قیام امن کا واحد ذریعہ ہے۔

آخرت میں مومن کا دائمی مقام جنت ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو چیزیں دو چیزوں کو واجب کرتی ہیں ایک آدمی نے پوچھا وہ دو واجب کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی مرے اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جو کوئی اس حال میں مرے کہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَـٰتِ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَا وَمَسَـٰكِنَ طَيِّبَةً فِى جَنَّـٰتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَٰنٌ مِّنَ ٱللَّهِ أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾ (التوبہ: ۷۲)

ایماندار مرد اور عورتوں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (وعدہ ہے) دائمی جنتوں میں عمدہ عمدہ مکانوں کا اور (وعدہ ہے) اللہ کی خوشنودی کا جو بہت بڑی چیز ہے یہی بڑی کامیابی ہے۔

جو کوئی اللہ کی واحدانیت پر اور اس کے رسول محمد ﷺ پر مکمل ایمان رکھتا ہو اور نیک اعمال کرتا ہو ایسے لوگ بہترین مخلوق ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ گنہگار مسلمانوں میں سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے معاف کرینگے اور جس کو چاہے عذاب دیں گے آخر کار اللہ تعالیٰ مومنوں کو جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کیا ہو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرنے کا حکم دینگے۔ اس کے برخلاف کفار و مشرکین جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے نکالے نہیں جائینگے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخ سے وہ (شخص بھی) نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا ہو اور اس کے دل میں جوَ کے وزن کے برابر بھی خیر (ایمان) ہے اور دوزخ سے وہ (شخص بھی) نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا ہو اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ کے وزن کے برابر بھی خیر (ایمان) ہے اور دوزخ سے وہ (شخص بھی) نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا ہو اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے وزن کے برابر بھی خیر (ایمان) ہے۔ (صحیح بخاری)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو اس کو بھی دوزخ سے نکال لو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لئے جائینگے اور وہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہوچکے ہونگے۔ پھر زندگی کی نہر میں یا بارش کے پانی میں ڈالے جائینگے۔ (یہاں لفظ میں راوی کو شک ہے) اس وقت وہ دانے کی طرح اگ آئینگے جس طرح ندی کے کنارے دانے اگ آتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے۔ (بخاری)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم (آدم کے بیٹے) اگر تو میرے روبرو زمین بھر گناہ لائے پھر تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں تجھ سے زمین بھر کر مغفرت سے ملوں گا۔ (ترمذی)

توحید کا اِنکار اور شرک کے نقصانات

توحید کا انکار اور شرک اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنا ناقابل معافی گناہ ہے۔ توحید کا انکار اور شرک تباہیاں و بربادیاں لاتا ہے۔ فتنہ وفساد اور خونریزیاں برپا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مشرکین پر سے اپنا ہاتھ اُٹھالیتا ہے اور اُن کا کوئی اچھا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ مادی طور پر بظاہر انھیں کچھ کامیابی مل جائے لیکن قرآن واضح کرتا ہے کہ کلمۂ خبیثہ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار اور شرک کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بدذات خودرو پودا کہ وہ بس زمین کے اوپر ہی اوپر ہوتا ہے اور ایک اشارے میں جڑ چھوڑ دیتا ہے۔ یعنی اس کی کامیابی پائیدار اور مضبوط نہیں ہوتی۔ مشرکین اُخروی (آخرت کی) زندگی میں غضب الٰہی اور ابدی جہنم (ہمیشہ کیلئے جہنم) کے مستحق ہوں گے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں اور عبادات میں کسی کو شریک کرنے کے گناہ کو ہرگز معاف نہیں کریں گے۔ اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس کو چاہیں گے بخش دیں گے۔

توحید کے منکرین ومشرکین کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۔ (المومنون:۱۱۷)

جو کوئی اللہ کے ساتھ دوسرے کو پکارتا ہے (جبکہ اس دعوی پر) اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، اس کا حساب ان کے پروردگار ہی کے ہاں ہوگا۔ بے شک کافر کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے توحید کے انکار اور شرک کو ایسا کلمۂ خبیثہ قرار دیا ہے جس کی مثال ایک بدذات پودے کی سی ہے جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اور جس کیلئے کوئی استحکام نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو بس مہلت دے رکھی ہے اس لئے انھیں رزق بھی ملتا ہے اور عیش وآرام کے ساز وسامان بھی، مگر جس طرح خودرو پودے ایک ہی جھٹکے میں اُکھڑ جاتے ہیں،

اسی طرح مشرکین بھی اچانک اور ایک ہی اشارے میں تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں۔

کفر اور شرک کرنے والوں پر اچانک اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے

اللہ کی توحید کا انکار اور اس کے رسول کا انکار اور اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کا انکار کرنے والوں کو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والوں کو اس دنیا میں بھی اچانک دردناک عذاب میں مبتلا کردیا جاتا ہے۔

قرآن بتلاتا ہے کہ مشرک قوموں پر کسی نہ کسی وقت آسمانی عذاب کبھی پتھراؤ کی شکل میں کبھی زلزلے کی شکل میں اور کبھی طوفان کی شکل میں اور اسی قسم کی مختلف شکلوں میں آکر ہی رہتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا فَجَآءَهَا بَاۡسُنَا بَيَاتًا اَوۡ هُمۡ قَآئِلُوۡنَ ۔ (اعراف:۴)

ہم نے کئی ایک بستیاں تباہ کردیں، راتوں رات یا دن کو سوتے ہوئے ان پر ہمارا عذاب آیا۔

فَكُلًّا اَخَذۡنَا بِذَنۡۢبِهٖ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِ حَاصِبًا وَّمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَخَذَتۡهُ الصَّيۡحَةُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ (عنکبوت:۴۰)

ہم نے ان سب کو ان کے گناہوں پر مواخذہ کیا ان میں سے بعض پر ہم نے پتھراؤ کیا اور بعض کو سخت آواز نے (زلزلے کے ساتھ) دبالیا اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسادیا اور بعض کو ہم نے پانی میں غرق کردیا اور (سچ پوچھو تو) اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

اب ذرا دنیا کے احوال پر نگاہ ڈالئے اور دیکھئے کہ منکرین خدا اور مشرکین پر عذاب الٰہی (اللہ کا عذاب) نازل ہورہا ہے یا نہیں؟ یہ زلزلے، یہ تباہ کن طوفان، یہ بیروزگاری، یہ طیاروں کی تباہی، یہ فتنہ وفساد، خونریزیاں، یہ قوموں اور ملکوں میں جنگیں، یہ خطرناک ایڈس قسم کی بیماریاں عذاب الٰہی کی ہی مختلف شکلیں نہیں تو اور کیا ہیں؟

فَاعۡتَبِرُوۡا يٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ

اے آنکھ والو! عبرت پکڑو

شرک نا قابل معافی جرم اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا

ارشاد الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:۱۱۶)

اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور سوائے اس کے جو چاہے بخش دے گا۔

اور مشرک ابدی جہنم کا سزاوار ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ (المائدہ: ۷۲)

بے شک جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک بنائے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور ایسے ظالموں کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس حال میں مرجائے کہ وہ اللہ کا شریک کرتا ہو جہنم میں جائے گا۔ (بخاری)

شرک اور توحید کا انکار سارے اچھے اعمال کو ضائع کر دیتا ہے

قرآن مجید میں اس بات کی وضاحت ہے کہ توحید کے بغیر کوئی نیک عمل قابل قبول نہیں ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ (زمر: ۶۵)

اور آپ کی طرف اور آپ سے پہلے رسولوں کی طرف بذریعہ وحی حکم بھیجا جا چکا ہے کہ تم (غیر اللہ کی عبادت) شرک کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائینگے اور تم نقصان اُٹھانیوالوں میں ہو جاؤ گے۔

اخلاق کی تعلیم دینا، انسانیت کی بھلائی کے کام کرنا، کنواں کھدوانا، ظلم و زبردستی کا مٹانا، مہمان نوازی کرنا، مسکینوں، غریبوں اور بیواؤں کی مدد کرنا، روزگار فراہم کرنا وغیرہ یہ تمام اگرچیکہ بڑے اچھے کام ہیں مگر انسان کے دل میں اگر عقیدۂ توحید نہ ہو تو یہ تمام کام کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور سارے کے سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ بڑے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اس قدر اچھے کام انجام دیتے ہیں مگر کچھ اجر و ثواب کے مستحق نہیں بنتے بلکہ اُلٹا جسمانی مشقت اُٹھاتے ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ (المائدہ:۳۶)

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے سب کچھ جو کہ ساری زمین میں ہے اور اس کے مثل اور بھی ہوتا کہ ان سب کو وہ قیامت کے دن کے عذاب کے بدلے فدیہ دینا چاہیں تو بھی ان سے قبول نہ کیا جائے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ کہ تجھے قتل کیا جائے یا جلا دیا جائے، اگر والدین تجھے یہ حکم دیں کہ اہل و عیال کو چھوڑ دے جب بھی ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ کرنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز ترک کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں نہیں رہتا۔ شراب نوشی سے احتراز کر کیوں کہ یہ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے، ارتکابِ گناہ سے بچ کیوں کہ گناہ غضبِ الٰہی کا سبب بنتے ہیں۔ اگر جنگ میں لوگ کٹ مر رہے ہیں تو بھی جنگ سے نہ بھاگ، اگر کہیں (وباء کی وجہ سے) اموات ہونے لگیں تو وہیں ٹھہر جا اور وہاں سے نہ بھاگ اور استطاعت کے مطابق اہل وعیال کی کفالت کر اور ان کی تربیت سے غافل نہ رہ، اور ان کو خشیت الٰہی کی تعلیم دے۔

(احمد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

بہرحال انسانی جرائم میں شرک سب سے بڑا جرم ہے جو نا قابل معافی ہے۔ لہٰذا ہر انسان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو کبھی اس سنگین جرم سے آلودہ نہ کرے۔ توحید کے اقرار میں اس قدر فوائد اور انعامات ہیں اور اس کے انکار میں اس قدر نقصانات، تباہیاں اور بربادیاں ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔

ظاہر بات یہ ہے کہ توحید انسانیت کے لئے کافی اہمیت رکھتی ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی حقیقت کو واضح کیا جائے تا کہ ہر انسان اس کو اچھی طرح سمجھے اور اس پر عمل کرے اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مسلمانوں اور تمام انسانوں کے لئے مفید بنائے اور مؤلف و ناشر اور معاونین کے لئے زادِ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین

توحید کی حقیقت

توحید کے معنیٰ ومطلب: توحید کے معنیٰ لغت میں ایک جاننے اور شرک سے انکار کرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں اللہ کو ایک جاننے، اس کی ذات وصفات وعبادات میں کسی کو شریک نہ کرنے کو توحید کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (الاخلاص:۱) کہو وہ اللہ ایک ہے (اپنی ذات وصفات میں)

توحید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا خالق ہے، مالک ہے، حاکم ہے، رزاق ہے، پالنے پوسنے والا ہے، ہر چیز کا جاننے والا ہے، دعاؤں کا سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ ہم، ہماری ہر چیز اور دنیا کی ہر شئے اُسی کی ہے۔ موت وزندگی اس کی طرف سے ہے۔ روزی کی فراخی وتنگی، فتح وشکست، عزت وذلت، مصیبت وراحت بیماری تندرستی سب اسی کی طرف سے ہے۔ مرادیں پوری کرنا، حاجتیں برلانا، بلائیں ٹالنا، مشکل میں دستگیری کرنا، بارش کا اُتارنا، اولاد کا عطا کرنا، نفع ونقصان پہنچانا سب اُسی کا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا) ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان (کائنات کے نظام کو چلانے والا) ہے۔

کائنات کی خلقت (کائنات کے پیدا کرنے) میں ملکیت اور کائنات کے تصرف اور اس کے نظام کو چلانے میں کوئی نبی، ولی، شہید، معبودانِ باطل، چاند سورج، ستارے، غرض جن وانس اور دوسری مخلوقات میں سے کوئی اللہ کا شریک نہیں۔ لہٰذا ڈرنا چاہئے تو اُس سے، مانگنا چاہئے تو اُس سے، سر جھکانا چاہئے تو اُس کے سامنے، عبادت وبندگی کی جائے تو صرف اُسی کی۔ نذر ونیاز، قربانی، تعظیم وتکریم اور سب عبادتیں اُسی کے لئے مخصوص ہیں۔ ساری مخلوق اُس کے سامنے عاجز وبے بس ہے۔

ایسا عقیدہ رکھنا اور یہ سمجھنا شرک ہے کہ کائنات کی (خلقت) پیدائش میں دوسرا کوئی اللہ کا شریک یا مددگار ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ اور یہ سمجھنا اور عقیدہ رکھنا کہ امام، اولیاء

اور مردہ نیک لوگ اس کائنات کے نظام کو چلانے میں اثر انداز ہو سکتے ہیں شرک ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا (الفرقان:۳)

ترجمہ: اور ان لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنایا ہے جو کہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں اور خود اپنے جانوں کے لئے نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتے اور موت وحیات اور دوبارہ زندہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ (سبا:۲۲)

ترجمہ: (اے رسول ﷺ) کہہ دیجئے کہ (اے کافرو) پکارو ان کو جن کو تم اللہ کے سوا گمان کرتے ہو وہ تمام آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ (شرکت) ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے جتنے نام اور جتنی صفات کا ذکر فرمایا ہے وہ سب برحق ہیں اور اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ مشابہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یعنی اس جیسا کوئی نہیں) اپنی صفات، تصرفات واختیارات میں اللہ یکتا اور اکیلا ہے اور اس کی شکل یا اس کی تخلیق کے متعلق غور وفکر کرنا یا اللہ تعالیٰ کو کائنات اور تمام مخلوقات یا کسی چیز کے مشابہ قرار دینا سراسر گمراہی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:۷۴) پس تم اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مثال نہ دو، اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اسباب سے بالاتر قوت واختیار کا مالک اللہ تعالیٰ ہے

ارشاد الٰہی ہے:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ - (الاعراف:۵۴) اُسی (اللہ) نے سب کو پیدا کیا اور حکم (کرنے کا اختیار) اسی کے لئے ہے اللہ کی ذات بابرکت ہے جو سب جہاں والوں کا رب (پالن ہار) ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (آل عمران:۲۶)

کہہ اے اللہ ملک کے مالک تو جس کو چاہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ (الاحزاب:۱۷)

اے نبی کہہ دو بھلا اگر اللہ تمہارے حق میں برائی کرے یا تم کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اللہ کے علاوہ کون ہے جو تمہاری حفاظت کر سکے اور اللہ کے سوا وہ کسی کو اپنا والی و مددگار نہ پائیں گے۔

اپنے اسماء اور صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (الحشر:۲۳)

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ دنیا کا (حقیقی) بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی والا ہے، امن دینے والا ہے، سب کی نگہبانی کرنے والا ہے، وہی سب پر غالب ہے، زبردست قوی ہے، بہت بڑائی والا ہے، جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے۔

اِن آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہر قسم کی قوت واقتدار اللہ کو حاصل ہے اور تصرف کا حق بھی اُسی کو ہے۔ اسباب سے بالاتر قوت، قدرت واختیار بس اُسی کا ہے کوئی اور اس میں شریک نہیں ہے۔ لہٰذا جب وہ کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو کُن (یعنی ہوجا) کہتا ہے اور وہ چیز ہوجاتی ہے۔

وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ (البقرہ:۱۱۷)

اور جب وہ (اللہ) کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہوجا اور وہ چیز ہوجاتی ہے۔

انبیاء واولیاء کو اسباب سے بالاتر قوت وقدرت حاصل نہیں

نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو دعوت پیش کی تو ان کی قوم نے انھیں دھمکی دی۔

قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ۔ (الشعراء:۱۱۶)

بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کیے جاؤ گے۔

قوم کی اس دھمکی کے جواب میں نوح علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ آؤ مقابلہ کرو! مجھے فوق الفطری قوت حاصل ہے کہ میرے ایک اشارے سے پہاڑ ہل جائیں گے، زمین شق ہوجائے گی، بس میرا اشارہ ہوا اور طلسمات کا دروازہ کھل گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ سے اپنی اور مومنین کی نجات کی دعا کی:

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء:۱۱۷-۱۱۸)

عرض کیا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کردے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے۔

اور یہاں تک فریاد کی:

اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ (القمر)

یعنی میں مغلوب ہوں۔ میرا بدلہ لے۔

غور کیجئے کہ یہ ساری دعائیں اور فریادیں کن کے مقابلے میں کی جارہی ہیں اور نوحؑ کن کے مقابلے میں اپنے آپ کو مغلوب سمجھ رہے ہیں؟ اگر نوحؑ کو اسباب سے بالاتر قوت حاصل ہوتی تو کیا آپ اپنے آپ کو مغلوب محسوس کرتے؟ بلکہ ان آیتوں سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ مادی قوت بھی نوحؑ اور اہل ایمان کے پاس کفار کے مقابلے میں نہایت کم تھی۔

ابراہیم علیہ السلام بڑی دہکتی ہوئی آگ میں ڈالے گئے اس تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيمَ -(سورۃ انبیاء:۶۹)

ہم نے کہا اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا، ابراہیم پر۔

معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس کی قوت نہیں تھی کہ آگ ٹھنڈی کر سکتے اور نہ اپنے آپ کو کفار سے بچا سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھنڈا کیا۔

اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ -(الاعراف:۱۸۸)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے نفس کے لئے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر ہاں جو اللہ چاہے۔

رسول اللہ محمد ﷺ کو ابو طالب سے بہت محبت تھی۔ اُن کے ہدایت پانے اور ایمان لانے کی آپ ﷺ کو بڑی فکر تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ -(القصص:۵۶)

بے شک یہ نہیں کہ تم جسے چاہو ہدایت کردو، اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہتا ہے۔

اور ابو طالب کفر پر وفات پائے۔ ہدایت کا دلوں میں اُتارنا ایک فوق الفطری طاقت ہے۔ اس آیت سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو یہ قوت نہیں تھی ورنہ آپ ﷺ کسی قیمت پر ابو طالب کو کفر پر مرنے نہیں دیتے۔

قارئین کرام! ذرا غور کیجئے کہ جب انبیاء ورُسل کو اسباب سے بالاتر قوت واختیار حاصل نہیں جبکہ وہ افضل ترین انسان ہیں اور وہ اس معاملے میں اس قدر بے بس ہیں تو بھلا اولیاء، صلحاء اور شہداء کو یہ قوت ومرتبہ کیسے حاصل ہوسکتا ہے جبکہ انبیاء کے مقابلے میں ان کا مرتبہ کافی کم ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ -(السباء:۲۲)

آپ فرمایئے پکارو انھیں جنھیں اللہ کے سوا سمجھ بیٹھے ہو (جبکہ) وہ ذرّہ کے مالک نہیں، آسمانوں میں اور نہ زمین میں، اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ ہے، اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار ہے۔

انبیاء کے بارے میں غلو سے اجتناب کا حکم

یہ حقیقت ذہن نشین کر لیجئے کہ انسانیت کے اعلیٰ ترین گروہ یعنی انبیاء کے بارے میں بھی غلو اور شخصیت پرستی سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگلی قوموں اور یہود ونصاریٰ نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی شخصیات کے بارے میں کافی غلو کیا تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر ہمیشگی کی ذلت ومسکنت کو مسلط کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں تباہی وبربادی کی بددعا فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ یہودیوں کو ہلاک وبرباد کرے اُنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا''۔ (مسلم)

غیب کا علم صرف اللہ کو ہے

غیب، پوشیدہ، نظروں سے غائب اور مستقبل میں پیش آنے والے حالات کو کہتے ہیں اور اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ -(الانعام:۵۹)

اور اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

مشرکین عرب کا شرک اور اس کی حقیقت

مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق ورزاق مانتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کائنات کا خالق، رزاق، مالک، حاکم اور مدبر ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کے ہر دور کے مشرکین قائل تھے۔

مشرکین عرب کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (عنکبوت:۶۱)

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا؟ تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر یہ کدھر بہکائے جا رہے ہیں۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلٰلُ فَأَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۔ (یونس:۳۱-۳۲)

آپ ان سے پوچھئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے؟ کون تمہاری قوت سمع وبصر کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ آپ کہئے پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ پھر تو وہی اللہ تمہارا حقیقی رب ہے پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے؟ پس تم کدھر بھٹکے جا رہے ہو۔

اِن آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین عرب نہ صرف اللہ کی ذات کا اقرار کرتے تھے، بلکہ تمام کائنات کا خالق، مالک، رزاق اور موت وزندگی کا مالک ومدبر بھی اُسی کو مانتے تھے۔ حتیٰ کہ بیت اللہ کو اللہ کا گھر سمجھتے تھے اور اس کا بہت احترام کرتے تھے۔ اس میں جھاڑو دینے، حاجیوں کو پانی پلانے ان کو کھانا کھلانے اور ان کے دوسرے انتظامات کرنے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر اپنے باپ بھائی کے قاتل کو بھی بیت اللہ میں دیکھتے تو کچھ نہیں کرتے تھے۔

مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کے انبیاء ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی عبادت کرتے تھے

مشرکین عرب کے بتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی مورتیاں بھی تھیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ نے خانہ کعبہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے حکم سے تمام بتوں کو باہر نکال دیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت اسماعیل علیہ السلام کی مورتیاں بھی نکالی گئیں۔ ان دونوں کے ہاتھ میں قسمت معلوم کرنے کے تیر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ ان مشرکین کو برباد کرے، انھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان دونوں (نبیوں) نے کبھی بھی تیروں کے ذریعہ قسمت نہیں معلوم کی۔ پھر آپ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور اندر چاروں طرف تکبیر کہی پھر آپ باہر تشریف لائے۔ آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی)

ظاہر بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور نہایت ہی نیک، پاکباز اور متقی بندے تھے۔ ان کی اسی بزرگی کا سکہ ان مشرکین کے ذہنوں پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے واضح ہوا کہ مشرکین اگرچہ اللہ تعالیٰ کے خالق، رزاق، مدبر ومالک ہونے کے قائل تھے مگر حضرت ابراہیمؑ واسماعیل کو اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے سفارشی اور اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والے سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے جیسا کہ دوسری جگہ اس کی صراحت آئی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک قرار دیا۔

مشرکین عرب انبیاء کے علاوہ اور بہت سے نیک بندوں کی عبادت کرتے تھے

مشرکین عرب بہت سی نیک ہستیوں کی بھی عبادت کرتے تھے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوق الفطری قوت واختیار حاصل ہے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہستیاں اللہ تعالیٰ سے سفارش کر کے ہماری مرادیں پوری کرا دیتی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہیں۔ جسے قرآن مجید نے شرک قرار دیا ہے۔ پھر ان ہستیوں کی خدمت میں چند مراسم بجالاتے تھے جنھیں قرآن مجید نے غیر اللہ کی عبادت قرار دیا ہے۔

کفارانِ عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیکر اِن کی عبادت کرتے تھے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔــلُوْنَ وَقَالُوْا لَوْ شَاۗءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (زخرف ۱۹۔۲۰)

اور اُنھوں (مشرکوں) نے فرشتوں کو جو رحمن کے بندے ہیں لڑکیاں قرار دیا، کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت حاضر تھے؟ ان کا یہ بیان لکھا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا، اور (مشرکین) یہ بھی کہتے ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے، اس بات کا ان کو کوئی علم نہیں، یہ صرف اٹکل مارتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتے مشرکین مکہ کی نگاہ میں اللہ کی بیٹیاں تھے جس کی بنیاد پر ان کا تقدس و پاکیزگی ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی اور اسی وجہ سے ان کی عبادت کرتے تھے۔

کفارانِ عرب بعض جنوں کی بھی عبادت کرتے تھے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ (الانعام: ۱۰۰)

اور اُنھوں نے جنوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا حالانکہ اس نے ان کو پیدا کیا۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۔ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۔ (الجن ۱۔۲)

اے نبی کہہ دیجئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے اس بات کی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سنا اور اُنھوں نے کہا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی راہ دکھاتا ہے۔ سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم اپنے پروردگار کا کسی کو ساجھی نہ بنائیں گے۔

کفار و مشرکین جنوں کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے جبکہ جن خود ایمان لے آئے اور مسلمان ہوگئے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

نیک بندوں کی عبادت

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ لات ایک اچھا آدمی تھا جو حاجیوں کا ستو گھولا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری)

ظاہر بات ہے کہ حاجیوں کی خدمت ایک اچھا فعل ہے اور 'لات' کی یہی اچھائی کفارانِ

مکہ کے ذہنوں پر چھائی ہوئی تھی اور وہ اس کی عبادت کرتے تھے۔ الغرض کفارانِ عرب بہت سے نیک بندوں کی بھی عبادت کرتے تھے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۔ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِـيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۔

(بنی اسرائیل ۵۶۔۵۷)

آپ فرمائیے پکارو انھیں جن کو تم اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا، وہ مقبول بندے جنھیں کافر پکارتے ہیں وہ خود اللہ کی قربت ڈھونڈتے ہیں، ان میں جو زیادہ مقرب ہیں وہ اس (اللہ) کی رحمت کی اُمید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ مشرکین عرب ایسے لوگوں کو بھی اللہ کا شریک کرتے تھے جو صرف لوگوں میں ہی مقبول نہ تھے بلکہ اللہ کے مقرب بندے تھے۔ ان میں انبیاء تھے، فرشتے تھے اور بہت سے نیک بندے بھی تھے۔

قارئین کرام! جب یہ بات ثابت ہوچکی کہ مشرکین جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے تھے۔ اُن میں پاکباز، مقبول و مقرب ہستیاں بھی تھیں تو اب آئیے غور کریں کہ ان ہستیوں کے متعلق مشرکین کے وہ کیا عقائد و تصورات تھے جنھیں قرآن مجید نے شرک قرار دیا اور ان بزرگوں کے حضور میں مشرکین وہ کیا اعمال بجالاتے تھے جنھیں قرآن مجید نے غیر اللہ کی عبادت قرار دیا۔

اسباب سے بالاتر قوت، قدرت و اختیار کا عقیدہ

مشرکین عرب ان ہستیوں کو فوق الفطری قوت و اختیار سے متصف سمجھتے تھے جیسا کہ غزوہ اُحد کے موقع پر مشرکین مکہ نے **لنا العزی ولا عزی لکم**۔ (ہمارے لئے عزیٰ ہے اور اور تمہارے لئے عزیٰ نہیں ہے) کا نعرہ بلند کیا تھا۔ جبکہ عزیٰ کا انتقال ہوچکا تھا اور اس کا استھان بھی کہیں اور تھا۔

سفارشی

مشرکین عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے یہ معبود جو اللہ تعالیٰ کے مقرب و مقبول بندے ہیں،

اللہ تعالیٰ کے یہاں سفارش کرکے ان کی مرادیں پوری کرادیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قریب کردیتے ہیں۔ان کے اس عقیدے کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۔ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ -(یونس:۱۸)

اور (یہ لوگ) اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو ان کو نقصان دیں اور نہ نفع دیں ان کو، اور (جھوٹا عذر کرنے کو) کہتے ہیں کہ یہ لوگ (جنکی ہم عبادت کرتے ہیں) اللہ کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں۔تو کہہ، کیا تم اللہ کو ان باتوں کی خبر بتلاتے ہو جن کو وہ آسمانوں اور زمینوں میں نہیں جانتا۔وہ (اللہ تعالیٰ) انکے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى -(الزمر:۳)

اور جو لوگ اللہ کے سوا اولیاء کو حاجت روا بناتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم تو صرف انکی اسلیے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔

اس طرح مشرکین عرب کا عقیدہ تھا کہ انبیاء اور گزرے ہوئے نیک لوگوں، فرشتوں اور جنوں کی عبادت کے ذریعہ ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔مشرکین کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ان کے معبودوں کی قوت و اختیار انھیں بالذات حاصل نہیں اور نہ وہ ازخود اس قوت کے مالک بنے ہیں بلکہ یہ قوت و اختیار اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرکین مکہ (طواف کرتے وقت) لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ کہتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خرابی ہو تمہاری یہیں تک رہنے دو، یہیں تک رہنے دو (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے آگے کہتے تھے کہ مگر ایک شریک ہے تیرا کہ یا اللہ تو اس کا مالک ہے اور وہ کسی شئے کا مالک نہیں، غرض یہی کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔(صحیح مسلم، کتاب الحج)

تباہی کا عقیدہ

مشرکین کا ان کے معبودوں کی عبادت نہ کرنے والوں کے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ ان کے معبود ان کی عبادت نہ کرنے والوں کو دیوانہ بنادیتے ہیں یا ہلاک کردیتے ہیں یا کوئی اور نقصان پہنچاتے ہیں۔اس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ -(الزمر:۳۶)

کیا اللہ اپنے بندوں کیلئے کافی نہیں اور وہ تمہیں ڈراتے ہیں، اس کے سوا اوروں سے۔

مشرکین ان معبودوں کو حاجت روائی و مشکل کشائی کے لئے پکارتے تھے۔ارشاد الٰہی ہے

قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ -(مومن:۶۶)

آپ کہہ دیجئے کہ میں منع کیا گیا ہوں کہ ان کی عبادت کروں جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔

آیئے اب ذرا غور کریں کہ مشرکین کے وہ کون سے اعمال و مراسم تھے جو اپنے معبودوں کے حضور بجالاتے تھے اور جنھیں قرآن مجید نے شرک قرار دیا ہے۔

نذر اور چڑھاوا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین عرب کے اس عمل کا اس طرح تذکرہ فرمایا ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَاۗىِٕبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ -(المائدہ:۱۰۲)

اللہ نے نہیں مقرر کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کیلئے روکتے تھے، کوئی اس جانور کا دودھ نہیں دوہتا تھا اور سائبہ وہ جانور ہے جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا، اور جس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا تھا۔اس بیان سے معلوم ہوا کہ مشرکین عرب سائبہ کو بطور نذر چھوڑتے تھے۔ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا -(الانعام:۱۳۶)

اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپایوں میں سے اللہ کا حصہ مقرر کیا پھر اپنے خیال میں زعم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے ساجھیوں کا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین غلے اور چوپایوں کو اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑتے تھے۔

ذبیحہ جانور

مشرکین جانوروں کو اپنے معبودوں کے نام پر ذبح کرتے اور ان کے استھانوں پر بھی ذبح کرتے تھے۔اس لئے قرآن مجید نے حرام جانوروں کی فہرست میں انھیں شامل کیا اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے اور کھانے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ۔ (المائدہ)

تم پر حرام کر دیا گیا (کھانے کے لئے) مردار اور خون اور سور کا گوشت جو چیز غیر اللہ کے نام پر پکاری جائے۔

مجاوری

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک باپ اور قوم کے جن کاموں پر اعتراض کیا تھا ان میں معبودوں کے گھر کی مجاوری بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ۔ (الانبیائ:۵۲)

اور جب (ابراہیمؑ نے) اپنے باپ اور قوم سے کہا تھا کہ یہ کیا مجسمے ہیں جن پر تم ڈیرے ڈالے رہتے ہو۔

مشرک قوموں کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ اپنے معبودوں کے گھر کی رکھوالی کرتے تھے، ان کی محافظت کرتے تھے اور لوگوں سے ان کی عبادت کرواتے تھے۔ چنانچہ مشرکین عرب بھی اپنے معبودوں کے گھر کی مجاوری کرتے تھے۔

سجدہ

یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ مشرکین عرب اپنے معبودوں کو سجدہ کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ۔ (حم السجدہ:۳۷)

تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا ہے۔

یعنی سجدہ سورج، چاند یا کسی اور مخلوق کیلئے مت کرو بلکہ یہ عمل صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے۔

خلاصہ

جب مشرکین کے عقائد اور اعمال و مراسم کے متعلق تمام باتیں معلوم ہوگئیں تو یہ بھی جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے انہی عقائد و تصورات اور اعمال و مراسم کو شرک قرار دیا۔

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا۔ (الفرقان:۳)

ان (مشرکوں) نے اس (اللہ) کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور (ان کی قدرت کا یہ حال ہے کہ) اپنے لئے بھی بُرے اور بھلے کا اختیار نہیں رکھتے اور موت و حیات اور دوبارہ زندہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔

اور واضح طور پر اس بات کا اعلان فرمایا کہ اسباب سے بالاتر قوت کسی کو حاصل نہیں ہے۔ بلکہ ساری کائنات اس کے سامنے عاجز اور بے بس ہے۔ سفارش اور شفاعت سب کچھ اس کے اختیار میں ہے۔ ان ہستیوں کی عبادت کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ نیز عبادت کے سارے مراسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں اور یہی توحید ہے۔ ان باتوں کی تفصیل یہ ہے۔

غیر اللہ کو پکارنا دراصل مردوں کو پکارنا ہے

جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی زندگی میں اسباب سے بالاتر قوت و اختیار حاصل نہیں تو مرنے کے بعد ان کو پکارنا فضول اور بے کار ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے ان کی عبادت کو مُردوں کی عبادت قرار دیا ہے۔ یہ نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، نہ رزق کے مالک ہیں نہ تکلیفوں کو دور کر سکتے ہیں بلکہ انھیں اس بات کا بھی شعور نہیں کہ وہ خود کب اُٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ۔ (النحل:۲۰۔۲۱)

اور جو لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ وہ کچھ بھی نہیں پیدا کرتے ہیں بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں، مُردے ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ یہ بھی شعور نہیں رکھتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ۔ (الاحقاف:۵)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ۔ (النحل:۷۳)

اور اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو انھیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ۔ (یونس:۱۸)

اور وہ اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اور نفع نہیں پہنچا سکتے۔

اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا - (الرعد:١٦)

کیا اس (اللہ) کے سوا تم نے وہ اولیاء (حمایتی) بنا لئے ہیں جو خود اپنے لئے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔

قارئین کرام! ذرا غور کیجئے کیا ان آیتوں سے ثابت نہیں ہوا کہ اسباب سے بالاتر قوت و اختیار سوائے اللہ کے کسی کو حاصل نہیں۔ اس کے علاوہ کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ رزق دینے اور نہ ہی پیدا کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ نہ ہی تکلیفوں کو دور کرنے کا اختیار رکھتا ہے بلکہ انھیں خود اپنے نفع و نقصان کا اختیار نہیں ہے اور نہ اپنے دوبارہ اُٹھائے جانے کی خبر ہے۔ انھیں تو اپنی عبادت کئے جانے تک کی خبر نہیں ہوتی۔ پھر بھلا ایسی بے بس ہستیوں کو پکارنے، ان کی عبادت کرنے میں کیا فائدہ؟ کیا یہ شرک اور گمراہی نہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے جو نفع و نقصان اور سب کاموں کا پورا پورا اختیار رکھتا ہے اور حق تو یہ ہے عبادت، بندگی اور دعا سب اللہ کیلئے ہے۔ بلکہ کتاب وسنت کے خلاف علماء، درویشوں کے حکم کی پیروی کرنا بھی گویا ان کو اللہ بنانا ہے جو کہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - (التوبہ:٣١)

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مسیح بن مریم کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے، اُن کے شریک مقرر کرنے سے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بیان فرمایا ہے کہ تمام انسان بشمول معبودانِ باطلہ کسی بھی آدمی کی تکلیف کو دور نہیں کر سکتے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا - (بنی اسرائیل:٥٦)

آپ فرمائیے پکارو انھیں جن کو تم اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کر دینے اور نہ پھیر دینے کا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا کہ فرمایا اے لڑکے! اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو کہ وہ تمہارے حقوق کی حفاظت کرے گا اور تم اُسے سامنے پاؤ گے اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد درکار ہو تو اللہ سے مدد لو اور جان لو کہ تمام اُمت اگر اس بات پر تُل جائے کہ کسی چیز کے ساتھ تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو نفع نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سارے تمہیں کسی چیز کے ساتھ نقصان پہنچانے پر تُل جائیں تو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اُٹھا لئے گئے اور دفتر خشک ہو چکے ہیں۔ (احمد، ترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

معلوم ہوا کہ نفع و نقصان پہنچانے والا سوائے اللہ کے کوئی نہیں۔ لہذا مصائب و مشکلات کے موقع پر اُسی کو پکارنا چاہئے۔

غیر اللہ کو سفارش کا اختیار نہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ - قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (الزمر:٤٣-٤٤)

کیا ان (مشرک) لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو شفیع (سفارشی) بنا لیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے گو چاہے وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور وہ کچھ عقل نہ رکھتے ہوں۔ آپ کہہ دیجئے کہ سفارش تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے، آسمانوں اور زمین کی تمام حکومت اسی کے لئے ہے، پھر اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے۔

یعنی مشرکین اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں صاف صاف بتا دیا کہ سزا اور بخشش کا اختیار صرف اسی کو ہے۔ دنیا کی سبھی چیزیں اور ان کے سفارشی بھی اُسی کی ملکیت ہیں ان کی کیا مجال کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی مرضی کے خلاف زبان بھی کھولیں۔ ظاہر بات ہے کہ مشرکین عرب ہی سے یہ عقیدہ مسلمانوں میں بھی آیا ہے کہ انبیاء، اولیاء، امام، شہداء اور صالحین ان کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ سے سفارش کر کے معاف کرا دیتے ہیں اور جنت

میں داخل کرادیتے ہیں۔ یہ سراسر شرک اور جہالت ہے۔ نیک لوگوں کی شفاعت حاصل کرنے کیلئے ان کی عبادت کرنا منع ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی عبادت کرنا شرک ہے۔

میدان حشر میں شرکاء کی مشرکین سے بیزاری

معبودانِ باطلہ جن کی لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہیں ان کا اپنی عبادت کرنے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کرنا تو دور کی بات ہے بلکہ اُلٹا اپنی عبادت کرنے والوں سے اپنی براءت اور بیزاری کا اعلان کریں گے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ۔

اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو شرکاء ان (عبادت کرنے والوں) کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کریں گے۔

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ - (الکہف: ۵۲)

اور (اس دن سے ڈرو) جس روز اللہ تعالیٰ کہے گا کہ جن کو تم نے میرے شریک سمجھا تھا ان کو بلاؤ (پس وہ ان انبیاء اولیاء کو جن سے دنیا میں مدد مانگتے تھے بلائیں گے) وہ ان کی بات کا جواب بھی نہ دیں گے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ لوگ جن کو اپنا سفارشی اور وسیلہ سمجھ کر پکارتے تھے، میدانِ حشر میں ان سے اپنی بیزاری اور براءت کا اعلان کریں گے اور ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آسکے گا۔

عبادت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے

غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا - (کہف: ۱۱۰)

تو جو شخص اپنے پرورگار سے ملنے کی اُمید رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا (النساء:۳۶)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بے نیاز ہوں (میرے ساتھ) شریک کئے جانے والے شرکاء سے جو کوئی عمل کرے اور اپنے عمل میں کسی کو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے تو میں اسے اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں اس سے بری ہوں، وہ عمل اسی کیلئے ہے جس کیلئے کیا۔

(مسلم بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ - (الاعراف: ۵۹)

اے میری قوم والو صرف اللہ کی ہی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اوپر کی آیتوں اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام قسم کی عبادتیں صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کی جانی چاہئے اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے یا کسی اور کی عبادت کرنا شرک ہے۔

عبادت کے معنی، عاجزی، انکساری کرنا اور درماندگی کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اوپر بیان کردہ جذبات اور احساسات کے ساتھ اپنی بندگی وعبودیت کے نذرانے کو پیش کرنا اور خضوع کرنا۔ پرستش کرنا، اس کے احکام بجالانا اور نیک کام جو قرآن وحدیث کے مطابق صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی اور خوشنودی کیلئے کئے جائیں عبادت ہیں جو اللہ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ہیں اور (غیر اللہ) اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنا شرک ہے۔

عبادت کے مفہوم میں صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وقربانی ہی نہیں بلکہ وہ تمام نیک کام جن سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی طلب ظاہر ہو داخل ہیں۔ جیسے غریب مفلس ومحتاج کی مدد کرنا، فقراء ومساکین کو کھانا کھلانا، نفع ونقصان کے وقت اللہ تعالیٰ کو پکارنا، موت وحیات کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھنا، زندگی کے آلام ومصائب میں صبر واستقلال سے کام لینا۔ اگر ان افعال کو غیر اللہ کے ساتھ کیا جائے تو شرک ہوگا۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔

(الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)

آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو ساری کائنات کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں، یہی مجھ کو حکم ملا ہے اور میں تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوں۔

بھلا بتلائیے جب رسول اللہ ﷺ کو خود یہ حکم ملا کہ وہ اپنی ہر قسم کی عبادت (بدنی، مالی، زبانی) صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کریں تو کسی اور کے لئے کیونکر درست ہوسکتا ہے وہ اللہ کے غصہ کو بھڑکاتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہوئے غیر اللہ کی عبادت کریں۔

جب ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد اور استعانت طلب کرتے ہیں) تو ہم اللہ کی عبادت اور اللہ سے استعانت اور دعا میں دوسروں کو شریک نہیں کرسکتے۔ دوسروں کو شریک کرنا گویا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے غریبوں کو کھانا کھلانا، صدقہ خیرات کرنا، نذر ومنت پوری کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور یہی چیز اگر ہم گزرے ہوئے مردہ نیک لوگوں کے نام سے کریں یعنی ان کے نام سے کھانا کھلائیں، صدقہ خیرات کریں، نذر ومنت پوری کریں تو یہ نیک لوگوں کی عبادت کرنے کے برابر ہوگا۔ ایسا کرنا شرک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا جائز نہیں۔ اگر ہم غیر اللہ کے نام سے یہ سب کریں گے تو یہ حرام ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ

(المائدہ-۳)

تم پر حرام کیا گیا ہے (کھانے کے لئے) مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس (جانور) پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو (ذبح کرتے وقت بطور قربانی ونذر)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے نام سے کھانا کھلانا، نذر ونیاز وقربانی کرنا، صدقہ وخیرات کرنا سب حرام ہے کیونکہ یہ منت ونذر ونیاز غیر اللہ کے نام سے کی جارہی ہے۔ اور غیر اللہ کے نام سے مشہور کی گئی اور غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا عبادت ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ (غافر: ۶۰)

اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہوکر داخل کئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الدعاء هو العبادة ''دعا عبادت ہے''۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم کچھ مانگو تو اللہ سے دعا مانگو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ سے مدد طلب کرو۔ (ترمذی)

دعا عبادت ہے اور عبادت کا مغز ہے ہمیں چاہئے کہ ہر حال میں، مشکل، حاجات، پریشانی میں اللہ سے دعا مانگیں اور مدد طلب کریں۔ کیونکہ اللہ ہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے اور غیر اللہ سے دعا مانگنا اور مدد طلب کرنا شرک ہے اور مشرک کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا بھی عبادت کا طریقہ ہے اور عبادت میں داخل ہے اوپر کی آیت میں اللہ نے ہم کو اللہ سے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ سے دعا مانگیں تو اللہ کی عبادت ہوگی اور اللہ کے علاوہ غیر اللہ سے دعا مانگیں تو غیر اللہ کی عبادت ہوگی اور غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے۔ اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو غیر اللہ سے دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔

(سورہ قصص: ۸۸)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار۔ سوائے اللہ کے کوئی اور معبود نہیں سوائے اللہ کے چہرے کے (سوائے اللہ کی ذات کے) ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اسی کیلئے (اللہ ہی کیلئے) حکم دینے کا اختیار ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے، یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ بھی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (التوبہ:۱۱۶)

اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی بھی والی (حامی) مددگار نہیں ہے۔

جب اس کے علاوہ ہمارا کوئی حامی اور مددگار نہیں اور پھر وہ ہمارے بالکل قریب ہے۔ بغیر اولیاء اللہ کے وسیلے کے دعائیں قبول کرتا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہر چیز اسی سے مانگیں، روزی، خوشحالی، امن وسکون، اولاد، کامیابی، فتح وغلبہ بلکہ نمک کا کنکر اور جوتے کا تسمہ بھی اسی سے مانگنا چاہئے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی سب حاجتیں اپنے رب سے مانگے یہاں تک کہ جب اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے بھی اللہ سے مانگے۔ (ترمذی: بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

مشکلوں کے وقت بھی اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہئے

جب اللہ تعالیٰ ہی ہمارا حامی ومددگار ہے تو چاہئے کہ مشکلات ومصائب کے موقع پر بھی اُسی کو پکارا جائے۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ - (الانعام:۱۷)

(اے نبی) اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہیں سوائے اس کے اور اگر وہ تجھ کو کچھ بھلائی پہنچانا چاہے تو وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے فضائل ومناقب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ - (الانبیاء:۱۰۷)

ہم نے آپ کو اے رسول تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ - (الم نشرح:۴)

آپ کیلئے ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔

آپ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے معزز بندے اور تمام انسانوں اور جنوں کیلئے اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ تمام انبیاء کے سردار ہیں اور سید الکونین (دونوں جہانوں کے سردار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانوں اور تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا، آپ رحمۃ للعالمین کا لقب پائے، معراج سے مشرف کئے گئے، آپ کو حوض کوثر عطا کیا گیا، مقام محمود اور شفاعت کبریٰ کے بلند عہدے پر فائز کئے گئے۔ سابقہ انبیاء خاص خاص مقامات اور خاص خاص قوموں کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تمام جن اِنس اور تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور آپ پر نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں (الاحزاب:۴۰)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ آخری رسول ہیں اور سلسلہ نبوت کو آپ پر ختم کر دیا گیا اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا قیامت کے دن اور سب سے پہلے میری ہی قبر پھٹے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور وہ میری نبوت کو پاتے تو وہ میری اتباع کرتے۔ (الدارمی)

سابقہ انبیاء میں جو کمالات وصفات پائے جاتے تھے وہ سب تنہا آپ ﷺ کے اندر جمع ہو گئے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

نیز آپ ﷺ کا تمام انبیاء سے افضل ہونا ناقابل انکار حقیقت ہے بلکہ اگر سابقہ انبیاء زندہ ہوتے تو انھیں بھی رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنی پڑتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا ہے اور آپ سے دشمنی رکھنا اللہ تعالیٰ سے عداوت مول لینا ہے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے اُلفت ومحبت ایمان کا اولین تقاضہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے پاس اس کے والدین اور اس کی اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں''۔ (مشکوٰۃ) (متفق علیہ)

عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ آپ سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میری ذات کے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم بے شک جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ایمان کو تکمیل نہ کرو گے جب تک کہ میں تم کو تمہاری ذات سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم آپ مجھے میری ذات سے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اب اے عمر رضی اللہ عنہ (تم مومن ہو)۔ (صحیح بخاری) ہر ایک کو چاہئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کو دنیا کے ہر کام میں اور خود اپنی پسند پر ترجیح دے۔

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے اگر تم اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ تمہاری صبح اور تمہاری شام اس طرح ہو کہ تمہارے دل میں کسی کیلئے کینہ نہ ہو تو ایسا کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے میرے بیٹے اور یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی تو یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا''۔ (ترمذی)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت سنائی ہے جو آپ سے محبت رکھتے ہیں اور ان کو یہ بتایا ہے کہ آپ کی سنت سے محبت کرنا ہی آپ سے محبت رکھنا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم (تروتازہ) رکھے جس نے ہم سے کچھ (حدیث کو) سنا اور اس کو دوسروں تک پہنچایا جیسا کہ اس نے اس کو سنا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اوپر کی اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو خوش وخرم (تروتازہ) رہنے کی دعا دی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینی احکام میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کے مطابق حکم فرماتے۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی۔ (النجم: ۳،۴)

اور (آپ) اپنی خواہش سے کوئی نہیں بات کہتے مگر وہ وحی ہے جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنۡ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡھِمۡ حَفِیۡظًا۔ (النساء: ۸۰)

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو منہ پھیرے تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے جو کوئی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اس مختصر کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل مناقب اور کمالات اعلیٰ کردار اور بلند اخلاق معجزات کا بیان مشکل اور ناممکن ہے اور اسی طرح آپ کے بے شمار کارنامے اور کامیابیوں کی تفصیلات کا بیان اس مختصر کتاب میں مشکل ہے لہٰذا اس مصرع پر مضمون کا اختتام کرتا ہوں:

''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

فضائل درودِ شریف

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا - (الاحزاب: ۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام ذکر کیا جائے تو حکم ہے کہ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجیں اور ایسا کرنے سے ثواب ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام کسی کے سامنے ذکر کیا جائے اور وہ شخص درود نہ بھیجے تو وہ گنہگار ہے اور درود بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس ۱۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کی دس ۱۰ خطاؤں کو معاف فرماتا ہے اور دس ۱۰ درجات بلند فرماتا ہے۔ (نسائی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ (لوگ) ہونگے جو کثرت سے مجھ پر درود پڑھتے تھے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت رد یفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر درود پڑھ کر یہ کہے اللهم انزله المقعد المقرب عندك يوم القيامة تو اِس کیلئے (قیامت) کے دن میری شفاعت واجب ہوگی۔ (احمد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک طویل حدیث میں یہ بھی ذکر فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ

کے فرشتے زمین پر گھومتے رہتے ہیں جو میری اُمت (کے ہر فرد) کا درود مجھ تک پہونچاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود و سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود بھیجیں گے۔ (احمد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بندہ کی دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(ترمذی، ۶۷ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچے گا۔ (نسائی)

مذکورہ احادیث سے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنے کے فضائل معلوم ہوتے ہیں وہیں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود نہ بھیجنا دراصل ہلاکت اور تباہی و بربادی کو دعوت دینا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (بشر) انسان تھے

اس قدر کمالات، معجزات، فضائل و مناقب کے باوجود آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی طرح (بشر) اور انسان تھے جس طرح کہ سارے انبیاء و رسل انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - (التوبہ: ۱۲۸)

(لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے (اللہ کا) رسول آیا ہے (وہ ایسا مہربان ہے کہ) اس پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے، تمہاری بھلائی کا حریص ہے (اور) ایمانداروں کے حال پر نہایت درجہ شفیق و مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم نے تم ہی میں سے یعنی جنس انسان ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ انسان تھے اور حق تو یہ ہے کہ آپ کے سارے کمالات، معجزات اور حیرت انگیز کارناموں کا اللہ کے حکم سے واقع ہونا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انسان ہونے پر ہی منحصر ہے۔ کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسان نہ ہوتے بلکہ نوری مخلوق یا فرشتے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ سارے کمالات و معجزات تعجب خیز اور حیرت انگیز ہوتے اور نہ ہی یہ کمالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت پر دلیل ہوتے اس لئے کہ یہ سب نوری مخلوق کی فطرت کا خاصہ قرار پاتے۔ اس کے برعکس بشر ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ ان حیرت انگیز معجزات و کمالات کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے واقع ہونا جو کہ انسان کی قدرت و

فطرت سے باہر ہے۔ یہی دراصل آپ ﷺ کی نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ آپ ﷺ کا بشر ہونا ہی دراصل شان نبوت ہے۔ اسی لئے قرآن مجید اس بات کا صاف صاف حکم کرتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ
(حم السجدۃ:٦)

(اے محمدؐ) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں (مجھے فضیلت ہے تو یہی کہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے پس تم اس کیلئے قائم (خاص) ہو جاؤ اور اس سے بخشش طلب کرو۔ اور ہلاکت ہے مشرکین کے لئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ سے نماز میں کچھ بھول ہوئی۔ آپ ﷺ نے سجدہ سہو کیا اور صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''سنو! میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، جیسے تم بھول چوک کرتے ہو، میں بھی بھول جاتا ہوں۔ جب میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد دلاؤ۔
(بخاری و مسلم)

وفات نبی ﷺ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۔ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۔ (الرحمن:٢٦۔٢٧)

جتنی مخلوق اس زمین پر ہے سب فنا ہو جائے گی اور تمہارے پروردگار کی ذات با جلال و باعزت باقی رہے گی۔

محمد رسول اللہ ﷺ ایک انسان اور اللہ کے رسول ہیں اور آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں جب آدم علیہ السلام وفات پا چکے ہیں تو آپ کی اولاد کی وفات ہونا بھی لازمی ہے لہٰذا محمد رسول اللہ ﷺ بھی، سابقہ تمام انبیاء و رسولوں کی طرح وفات پا گئے۔ اس دنیا میں کوئی مخلوق اور انسانوں کو دائمی حیات نصیب نہیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۔ (الانبیاء:٣٤)

اور ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لئے نہیں رکھا پھر اگر آپ (اے رسول) انتقال کر گئے تو کیا وہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے۔

اور آپ ﷺ بھی ایک بشر تھے اور ہر بشر کی طرح آپ بھی انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وفات سے پہلے ہی آپ ﷺ کو اس بات کی اطلاع دیتا ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۔ (الزمر:٣٠)

بے شک آپ بھی مرجائینگے اور وہ بھی مرجائینگے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ مقام سخ میں تھے (اسماعیلؒ نے کہا یعنی عوالی کے ایک گاؤں میں) آپ ﷺ کی موت کی خبر سن کر حضرت عمرؓ اُٹھ کر یہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم اس وقت میرے دل میں یہی خیال آتا تھا اور میں کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اُٹھائے گا اور آپؐ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے (جو آپؐ کی موت کی باتیں کرتے ہیں) اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپؐ کی نعش مبارک کے اوپر سے کپڑا اُٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا میرے باپ اور ماں آپؐ پر فدا ہوں آپؐ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپؐ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کریگا۔ اس کے بعد آپ باہر آئے اور حضرت عمرؓ سے کہنے لگے اسے قسم کھانے والے ذرا تامل کر، پھر جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گفتگو شروع کی تو حضرت عمرؓ خاموش بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پہلے اللہ کی حمد کی اور ثناء بیان کی پھر فرمایا۔ لوگو! دیکھو اگر کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا (یعنی یہ سمجھتا تھا کہ وہ آدمی نہیں ہیں وہ کبھی نہیں مریں گے) تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ آنحضرت محمد ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہ آئے گی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سورۂ زمر کی یہ آیت پڑھی۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ ''اے پیغمبر تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مریں گے''۔ اور پھر ابوبکر صدیقؓ نے یہ آیت پڑھی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ
(ال عمران:١٤٤)

''اور محمد ﷺ صرف رسول ہی ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو چکے ہیں۔ کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو کوئی پھر جائے تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گذار لوگوں کو نیک بدلہ دے گا۔

راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے......الخ (صحیح بخاری)

یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک سب گھروں اور مقاموں میں گشت اور دورہ کرتی ہے سراسر جہالت وگمراہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ فرشتے تمہارا درود مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ اگر آپ کی روح مبارک سب جگہوں پر گشت کرتی تو فرشتوں کے پہنچانے کی کیا ضرورت رہتی؟ اور ایسی بات ہوتی تو آپ ﷺ خود کہتے کہ جہاں کہیں میرا ذکر کیا جاتا ہے یا مجھ پر درود بھیجا جاتا ہے میں سن لیتا ہوں اور موجود ہو جاتا ہوں اور فرشتوں کے پہنچانے کی حاجت نہیں۔ افسوس کہ بہت سے لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر ایسے باطل عقیدے رکھتے ہیں، حالانکہ ہر چیز کی ہر وقت خبر رکھنا خاص اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی صفت ہے، کسی دوسرے کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا کھلا شرک ہے۔

نبی کریم ﷺ کو علم غیب نہیں تھا

ارشاد الٰہی ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ - (الاعراف:۱۸۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے نفس کیلئے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر ہاں جو اللہ چاہے اور (نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں) اگر میں غیب جانتا تو بہت سا بھلا کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو صرف ڈرانے والا اور ایمانداروں کو خوش خبری سنانے والا ہوں۔

اس آیت سے صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کو نہ قدرت تھی اور نہ علم غیب بلکہ آپ ﷺ کی قدرت اور علم غیب کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ اعلان کرنے کا حکم فرما رہا ہے کہ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ مجھے نہ قدرت ہے نہ غیب دانی اور نہ ہی میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں۔ فقط پیغمبری کا دعویٰ ہے اور پیغمبر کا کام صرف اتنا ہے کہ بُرے کام پر ڈرائے اور اچھے کام پر خوشخبری سنائے۔

سیرت النبی ﷺ کے ایسے کئی واقعات ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب حاصل نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ کو کوئی اپنے اشعار میں بھی عالم غیب فرماتا تو آپ ﷺ منع فرماتے تھے۔

ذرا غور کیجئے کہ سب انبیاء اولیاء کے سردار رسول اللہ ﷺ ہیں۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے بڑے بڑے معجزے دیکھے۔ آپ ﷺ ہی سے سب نے دین سیکھا اور تمام مسلمانوں کو

آپ ﷺ ہی کی پیروی واتباع سے بزرگی مل سکتی ہے۔ جب آپ ﷺ کے متعلق قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ آپ ﷺ غیب کا علم اور نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے تو بھلا جن وفرشتے، امام، پیرومرشد، نیک وبد، نجومی وفال دیکھنے والے یا ولی وشہید کو علم غیب اور نفع ونقصان کا اختیار کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ - (النحل:۶۵)

کہہ دیجئے کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ غیب (بالکل) نہیں جانتے، غیب تو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اور وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے لئے غیب جاننے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی اور شخص کیلئے مستقل طور پر غیب جاننے کا اعتقاد رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے بلکہ مشرک ہے۔

نبی کریم ﷺ کی شخصیت کے بارے میں غلو سے اجتناب کا حکم

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اتنا نہ بڑھانا جتنا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو بڑھایا کیونکہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ لہٰذا اس کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔
(بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں تھے تو ایک اونٹ آیا اور آپ کو سجدہ کیا، تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں تو ہم آپ کو سجدہ کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ اگر وہ (خاوند) اسے حکم دے کہ زرد پہاڑ سے کالے پہاڑ کی طرف اور کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ کی طرف لے جائے تو اس کیلئے مناسب یہی ہے کہ اس (حکم) کو اس کیلئے پورا کرے۔
(رواہ احمد بحوالہ مشکٰوۃ المصابیح)

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حیرہ آیا تو اُن سب لوگوں کو اپنے سردار کو سجدہ کرتے دیکھا تو میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا کہ آپ زیادہ حق رکھتے ہیں، کہ آپ کو سجدہ کیا جائے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: بے شک میں حیرہ (سے) آیا اور وہاں کے لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ ﷺ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا

جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میری قبر کے پاس سے گذرو گے تو اس کو (قبر) کو سجدہ کرو گے۔ میں نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تم ایسا نہ کرو اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے حق مقرر کیا۔ (رواہ ابوداؤد، احمد بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود اپنی شخصیت کے بارے میں غلو پسند نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت اور محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ اس قدر بڑھانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ تک کر گزرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت ناگوار تھا۔

قارئین کرام! نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر کچھ شخصیات دین میں دلیل بن سکتی ہیں تو وہ صحابہؓ کی شخصیات ہیں۔ لیکن صحابہؓ کی سیرتیں کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہیں جن میں اس بات کا بالکل ثبوت نہیں کہ اُنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا ہو۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہؓ پر قحط، دشمنوں کے حملے اور بڑی سے بڑی مشقتیں آئیں، لیکن صحابہ نے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر جا کر اپنے مصائب کو دور کرنے کی دعا مانگی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر چادر چڑھائی اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے وقت وہ باادب تصویروں کی طرح کھڑے رہتے تھے۔ جب انبیاء کے بعد سب سے افضل صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کاموں کو درست نہ سمجھا تو بھلا یہ کام کیسے جائز ہو سکتے ہیں۔

افضل البشر سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے بارے میں غلو درست نہیں تو پھر دنیا کے دوسرے انسان چاہے وہ جس قدر بھی بزرگ ہوں، اس غلو اور شخصیت پرستی کے کیسے مستحق ہو سکتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے کا دردناک انجام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - (النور: ۶۳)

پس جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آن پہنچے یا کوئی دردناک عذاب ان پر آ نازل ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری ساری

اُمت جنت میں جائیگی لیکن جس نے انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا، انکاری کون ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائیگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے انکار کیا۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصول

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ - (آل عمران: ۳۱)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، پس اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کریں گے جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حقیقت نور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا (الاحزاب: ۴۶)

اور اللہ کی طرف بلانے والا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراج منیر، یعنی روشن چراغ کہا گیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت وضلالت اور کفر وایمان کو واضح کرنے والے اور انسانوں کو گمراہی سے ہدایت، جہالت سے علم، تاریکیوں سے روشنی اور شک وشبہ سے ایمان ویقین کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اسی مفہوم میں قرآن مجید کو بھی نور کہا ہے۔

فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ - (التغابن: ۸)

پس تم اللہ اور اس کے رسول اور اس نور (قرآن) پر ایمان لاؤ جو ہم نے اُتارا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے اللہ جل جلالہ کے دیدار کی خواہش ظاہر کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ہلکی سی تجلی کا اظہار کیا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر پہاڑ پر اس تجلی کے اظہار کو برداشت نہ کر سکے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الاعراف:۱۴۳)

پس جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب ہوش آیا تو بولے تو پاک ہے میں تیرے سامنے تائب ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "فَلَمَّا تَجَلّٰى" پڑھتے وقت اپنے انگوٹھے کو اپنی چھنگلیا کے اوپر کے پور پر رکھ کر بتایا کہ اتنی سی تجلی کے سبب پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ (احمد)

اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے جدا کیا ہوتا تو کیا یہ زمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجلی کو برداشت کر سکتی؟ نور کی تجلی پہاڑ پر دیکھ کر کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے تو کیا صحابہ رضوان اللہ علیہم و دیگر انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے ہوش و حواس میں رہ سکتے تھے؟ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت، آپ کی ترسٹھ سالہ زندگی اور صحابہؓ کی آپؐ سے رفات بایں ہمہ زمین و پہاڑ و دیگر مخلوقات اور خود انسانوں کا ریزہ ریزہ ہونے اور بے ہوش ہونے سے محفوظ رہنا اس بات کی دلیل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کہنے سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود نور رہیں جیسا کہ بعض ناواقف لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو جدا کیا آپ کے نور سے مخلوقات کو پیدا فرمایا، یہ سخت گمراہی اور ضلالت ہے، قرآن وحدیث سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان ہیں اور سید الانبیاء ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۔ (الکھف:۱۱۰)
آپ کہہ دیجئے میں تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور سید الانبیاء ہیں۔

شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۔ (البقرہ:۲۵۵)
کون ہے جو بلا اجازت اس کے پاس سفارش کرے۔

یہ اللہ کی صفات میں سے ایک ایسی صفت ہے جو اُلوہیت اور عبدیت دونوں کے مقام کو واضح کرتی ہے۔ یعنی سب بندے اللہ کے حضور عبدیت کے مقام پر کھڑے ہیں وہ اس مقام سے

آگے نہیں بڑھ سکتے بلکہ وہ ایک عاجز اور خاشع کی شکل میں اس کے سامنے ہوں۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے:

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۔ (مریم:۹۳)
تمام چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں رحمن کے روبرو غلام ہو کر آئیں گی۔

اس جملے سے عظیم و جلیل اُلوہیت کی عظمت و جلال اور اس کے رعب اور اس سے خوف کا مفہوم اُبھر کر سامنے آتا ہے۔ اس لئے اللہ ذوالجلال کے سامنے کسی کو سفارش کرنے کی جرأت کیسے ہو سکتی ہے جو کل کائنات کا مالک ہے کوئی اس سے بڑا اور اس کے اوپر حاکم نہیں اِلّا یہ کہ وہ اسے شفاعت کی اجازت بخشے، قیامت کے دن اللہ کی اجازت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے سفارش (شفاعت) فرمائیں گے اور سب انبیاء اور رسولوں اور دوسروں سے پہلے آپ کی سفارش قبول ہوگی۔ جیسا کہ سورۂ نجم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْضٰى ۔ (النجم:۲۶)
آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں لیکن ان کی شفاعت بھی کچھ فائدہ نہیں دے گی۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اجازت اللہ کی مرضی اور چاہت سے ہو۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۔ (انبیاء ۲۶۔۲۷۔۲۸)
اور کہتے ہیں رحمن نے اولاد بنائی ہے۔ وہ پاک ہے بلکہ یہ تو اس کے معزز بندے ہیں۔ اس کے سامنے بات بھی نہیں کر سکتے اور اسی کے فرمودہ پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ان سے پہلے اور پچھلے واقعات بھی جانتا ہے اور وہ سفارش بھی نہیں کرتے مگر جس کے حق میں اللہ پسند فرما دے اور وہ اس کے خوف سے کانپتے ہیں۔

اس حقیقت کے سامنے آجانے کے بعد تمام باطل عقائد کی قلعی کھل جاتی ہے جو رسولوں کے جانے کے بعد پیدا ہوئی جس کے باعث مشرکین نے اللہ کے لئے ایسے شرکاء بھی قرار دیئے جو اس کے سامنے سفارش کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو لازماً قبول کرتا۔ مگر اس حقیقت کی روشنی میں یہ تمام تصورات باطل قرار پاتے ہیں جو کسی ذہن میں نہیں آسکتے۔ اس لئے کہ اللہ کے حضور کسی کو یہ مقام حاصل نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر وہ زبان کھول سکے۔ کجا یہ کہ وہ سفارش منوا سکے۔

البتہ یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رسولوں، نبیوں اور نیک مومنین میں سے جن کو چاہے گا اور جس (مومنین) کے حق میں چاہے گا شفاعت کی اجازت دیں گے۔ خاص کر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو یہ مرتبہ حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو عزت وشفاعت کے اعلیٰ مقام، مقام محمود پر فائز فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا "قریب ہے آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں اُٹھائے گا"۔ (بنی اسرائیل)

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو متعدد قسم کی شفاعت کا حق حاصل ہے لیکن اب اس طرح کہنا ہرگز جائز نہیں کہ اے محمد ﷺ میں آپ ﷺ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اے اللہ مجھے محمد ﷺ کی شفاعت عطا فرمائیے۔ اے اللہ مجھے محمد ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو ایک دعا حاصل ہوتی ہے (جو قبول کی جاتی ہے اور رد نہیں ہوتی) اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو آخرت میں اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھوں۔ (صحیح بخاری)

اہل توحید (مومنین) کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کے دن کون باسعادت شخص ہوگا جس کو آپ ﷺ کی شفاعت حاصل ہوگی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ! میرا ابھی یہی خیال تھا کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا کیوں کہ حدیث کے لینے کے لئے میں تمہاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت اس باسعادت شخص کو حاصل ہوگی جس نے خلوص دل سے کلمہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اہل توحید (مومن) کی شفاعت کرینگے اور مشرک کو رسول اللہ ﷺ کی شفاعت حاصل نہ ہوگی۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اذاں سن

کر یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ

تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ضروری ہوگی۔ (صحیح بخاری)

حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا۔ چوکیدار پوچھے گا تم کون ہو، میں کہوں گا محمد ﷺ وہ کہے گا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولنا۔ (صحیح مسلم)

کافر اور مشرک کے حق میں رسول ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر کہا کہ اے جماعت قریش! یا اسی طرح کا کوئی کلمہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(اللہ کی اطاعت کے ذریعہ) اپنی جانوں کو بچاؤ (یعنی اللہ کے عذاب سے بچاؤ) (اگر شرک وکفر سے باز نہ آئے تو) اللہ کی بارگاہ میں (میں) تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکونگا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کی بارگاہ میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔

اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں اللہ کی بارگاہ میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی! میرے مال میں جو چاہو مجھ سے لے لو لیکن اللہ کی بارگاہ میں میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہونچا سکونگا۔ (صحیح بخاری)

یعنی آخرت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ شفاعت بھی اس کے حکم کے بغیر نہیں ہوسکتی اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کافر اور مشرک کے حق میں نہیں ہوگی۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ موت آنے تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ۔ (سورہ حجر ۹۹)

اپنے رب کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ تجھے یقین (موت) آجائے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو حکم دے رہا ہے کہ آپ اپنی وفات (انتقال) تک عبادت کرتے رہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان کو موت آنے تک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس کے برخلاف بدمذہبوں نے اپنی بات گھڑلی ہے کہ جب تک انسان درجہ کمال تک نہ پہونچے اس پر عبادت فرض رہتی ہے لیکن جب معرفت کی منزلیں طے کر چکا تو عبادت کی تکلیف ساقط ہوجاتی ہے۔ یہ سراسر کفر وضلالت جہالت ہے۔ انبیاء اور خصوصاً رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین معرفت کے تمام درجے طے کر چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق علم وعرفان میں سب سے زیادہ دنیا میں کامل تھے۔ رب تعالیٰ کی صفات اور ذات کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ باوجود اس کے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تمام دنیا سے زیادہ مشغول رہتے تھے اور دنیا میں آخری دم مرنے تک اُسی میں لگے رہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر انسان کو مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا لازم ہے۔

کسی کو قطعی طور سے، اولیاء اللہ یا جنتی قرار دینا منع ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَا تُزَكُّوٓا اَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۔ (النجم: ۳۲)

تم اپنے نفسوں کی پاکی نہ بیان کرو بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) خوب جاننے والا ہے تقویٰ اختیار کرنے والے کو۔

اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کسی کی پاکی بیان کرنے اور کسی کے بارے میں قطعی فیصلہ کرنے اور کسی کو متقی اولیاء اللہ اور جنتی قرار دینے اور کہنے سے منع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہی خوب جانتا ہے کہ کس کے دل میں تقویٰ اور اس کا خوف ہے۔ اور کون نیک اور متقی ہے۔ اس لئے خود اپنی پاکی بیان نہ کرو اور نہ اپنے بارے میں فیصلہ کرو اور نہ اپنے نیک اعمال کی تعریف کرنے لگ جاؤ۔ اور دوسروں کے نیک اعمال پاکی تقویٰ اور زہد کی تعریف بیان نہ کرو اور نہ فیصلہ کرو کیوں کہ کسی کو پاک قرار دینے کا اختیار نہیں ہے اور کسی کو اولیاء اور جنتی قرار دینے اور کہنے کا اختیار نہیں ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ اکیلا ہی خوب جانتا ہے کہ کون متقی اور پرہیز گار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کو کسی کو قطعی طور سے جنتی اور اولیاء اللہ قرار دینے کا اختیار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۔ (النساء: ۴۹)

کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو اپنے آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں حالانکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے پاک قرار دیتا ہے اور اُن پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فرماتی ہیں میرا نام برہ (نیک عورت) رکھا گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی جانوں کو پاک نہ کہو۔ تم میں سے پاکی والوں کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کا نام (بدل کر) زینب رکھو۔ (صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

امام احمد بن حنبلؒ نے ابو بکرؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی موجودگی میں ایک دوسرے آدمی کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تجھ پر افسوس ہو تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی'' اس بات کو آپ نے کئی بار کہا پھر فرمایا کہ ''جب کسی کی تعریف اس کے سامنے

ہی کرنا ضروری ہوجائے تو یوں کہے کہ فلاں کے بارے میں میرا یہ خیال ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے اور میں اللہ کے مقابل کسی کی پاکی نہیں قرار دے سکتا، یا یوں کہے کہ فلاں کے بارے میں ایسا گمان کرتا ہوں اور یہ کلمات بھی اس وقت کہے جبکہ وہ واقعی جانتا ہے کہ یہ خوبیاں اس شخص میں موجود ہیں۔اس حدیث کو امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ نے دیگر سندوں سے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت جابر بن سعد ابی وقاص ؓ نے اپنے والد سعد سے سنکر یہ خبر دی ہے رسول اللہ ﷺ نے چندلوگوں کو کچھ عطیہ دیا اور سعد وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ایک شخص کو کچھ نہ دیا حالانکہ وہ ان میں مجھے سب سے زیادہ پسند تھا۔میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے فلاں کو کچھ نہ دیا حالانکہ میں اسے مومن گمان کرتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا مومن یا مسلمان؟ میں تھوڑی دیر چپ رہ کر پھر پہلی بات کو دہرانے لگا۔رسول اللہ ﷺ نے بھی دوبارہ وہی جواب دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد! باوجود یہ کہ ایک شخص مجھے زیادہ عزیز ہے (پھر بھی میں اسے نظر انداز کر کے) میں کسی اور کو اس خوف کی وجہ سے یہ مال دے دیتا ہوں کہ (وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے اسلام سے پھر جائے) اللہ تعالیٰ اسے آگ میں اوندھا ڈال دے۔(صحیح بخاری)

حضرت حمام بن حارث سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان ؓ کی تعریف کرنے لگا۔ مقدادؓ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے اور وہ موٹے آدمی تھے اور تعریف کرنے والے کے منہ پر کنکریاں ڈالنے لگے۔حضرت عثمان ؓ نے کہا اے مقداد تم کو کیا ہوا؟ وہ بولے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈالو۔(صحیح مسلم)

خلاصہ کلام یہ کہ کسی شخص کی تعریف میں مبالغہ کرنا حرام ہے اور کسی کو ایسا لقب قطعی طور پر دینا جس سے اس کی تعریف ظاہر ہوتی ہو جائز نہیں ہے جیسے کسی کو ولی اللہ، حبیب اللہ یا متقی یا جنتی وغیرہ کہنا۔

مسند احمد کی حدیث ہے ایک صحابیہؓ کہتی ہیں جب عثمان بن مظعون ؓ کا انتقال ہوا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔میں نے اس موقع پر کہا۔اللہ نے تم کو (عثمان بن مظعون ؓ کو) معزز کر کے اُٹھایا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تمہیں کیا معلوم کہ یہ ضرور اللہ کے پاس معزز تھے، وہاں خیر کی اُمید کی جاسکتی ہے، بس"۔(مسند احمد)

حضرت عثمان بن مظعون ؓ ایسے بلند و مرتبہ و معزز صحابی تھے کہ ان کی عبادت و طہارت، زہد و ورع اور تقویٰ و پاکیزگی کے متعلق سب جانتے تھے۔جب اس قدر بلند مرتبہ صحابی کے بارے میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کا قطعی طور پر تزکیہ نہ کرو تو قارئین کرام! ذرا غور کیجئے کہ دوسروں کو اولیاء اللہ کہہ کر کس طرح پکارا جاسکتا ہے جو بہر حال صحابی رسول ﷺ سے درجے میں کم ہیں۔

پیغمبر محمد ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنے صحابہ میں سے بعض صحابہ کے متعلق بتایا اور جنت کی بشارت دی جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سعید بن زید رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ابوعبید ابن الجراح رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ ہیں لیکن آپ کا یہ بیان وحی کی بنیاد پر تھا نہ کہ خود اپنا فیصلہ تو اس طرح آپ نے وہی بیان فرمایا جیسا کہ آپ کو وحی کے ذریعہ خبر دی گئی تھی۔اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝ (النجم-۴)

ترجمہ: اور آپ رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے مگر وہ وحی ہے جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں بیان فرمایا جو صحابہ نے آپ سے حدیبیہ کے مقام پر آپ سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی جس کو بیعت الرضوان کے نام سے جانتے ہیں اور جیسا کہ جابر رضی اللہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن (صحابہ) نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔(صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ قرآن حکیم کی اس آیت کی صراحت و تشریح فرما رہے تھے جو اس کہ اس بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح-۱۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہوگیا جب کہ وہ درخت کے نیچے (اے رسول) تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ (یونس:۶۲-۶۳)

خبردار! اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔وہ جو اللہ پر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا اور تقویٰ اختیار کیا (قرآن وحدیث) پر من وعن عمل کیا، نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ، پاکی وطہارت، خشوع و خضوع شرم وحیاء کے ساتھ اللہ کے تمام حکموں کو بجالانے اور سنت کے مطابق عمل کرنے والے ہی اولیاء اللہ ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن حکیم میں کسی کو قطعی طور سے تزکیہ کرنے اور اولیاء اللہ اور جنتی قرار دینے اور کہنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلَا تُزَكُّوٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۔ (النجم: ۳۲)

ترجمہ: تم اپنے نفسوں کی پاکی نہ بیان کرو بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) خوب جاننے والا ہے تقویٰ اختیار کرنے والے کو۔

جو لوگ ایمان نہیں لائے اور قرآن وحدیث پر عمل نہیں کیا وہ ہرگز اولیاء اللہ نہیں ہو سکتے۔ اولیاء اللہ سے دعائیں مانگنا، ان سے وسیلہ لینا اور نفع ونقصان کا مالک سمجھنا شرک ہے۔ جو ایمان لاکر احکام اسلامی پر عمل نہیں کرتے وہ ہرگز اولیاء اللہ نہیں ہو سکتے بلکہ وہ اولیاء الشیطان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الاعراف: ۲۷)

ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

شہداء اور حیات برزخ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔ (آل عمران ۱۶۹)

جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں تم ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا: ہم نے اس آیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ان (شہداء) کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں جن کے لئے عرش کے نیچے قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں جو جنت میں وہ جہاں چاہے جاتی چرتی چگتی ہیں اور

آکر ان قنادیل میں قیام کرتی ہیں پس ان کے رب نے ان کی طرف توجہ کی اور فرمایا: تمہیں کس چیز کی خواہش ہے؟ اُنھوں نے کہا: ہم کس چیز کی خواہش کریں جبکہ ہم جنت میں جہاں ہم چاہے جاتے چرتے چگتے ہیں، ایسا ہی ان سے تین مرتبہ پوچھا جب اُنھوں نے دیکھا کہ انھیں بغیر پوچھے چھوڑا نہیں جائے گا تو وہ کہنے لگے: اے ہمارے رب ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹائیں تا کہ ہم دوسری مرتبہ تیری راہ میں قتل کئے جائیں جب (اللہ تعالیٰ) نے دیکھا کہ ان کی اور اور کوئی حاجت نہیں ہے تو انھیں چھوڑ دیا گیا۔ (رواہ مسلم)

کرسی اور عرش کا ذکر قرآن میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کرسی کا تقابل عرش سے کچھ نہیں بلکہ ایسا ہے (جیسا کہ) ایک انگوٹھی بڑے صحراء میں پھینکی گئی جبکہ کرسی کی وسعت کائنات پر (سات آسمانوں کے) اوپر احاطہ کی ہوئی ہے تب عرش کتنا بڑا ہوگا یقیناً اللہ سب سے بڑا ہے جو کہ عرش اور کرسی کا خالق ہے۔ امام ابن تیمیہ نے کہا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔

اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔

(البقرہ: ۱۵۴)

دونوں آیات شہداء اُحد کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ فی سبیل اللہ قتل کئے گئے زندہ ہیں اُن کو مردہ نہ کہو (لیکن تم نہیں جانتے) وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

آیتوں اور حدیث سے ثابت ہے کہ شہداء دنیا والوں کے لئے تو مر چکے ہیں لیکن ان کی روحیں برزخ میں زندہ ہیں اور رزق پارہی ہیں۔ اسی طرح یہ آیات اہل بدعت کے اس عقیدے کو غلط قرار دینے کے لئے کافی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں شہداء کی زندگی ہماری دنیاوی زندگی کی طرح ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ کا ارشاد ہے: وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ لیکن تم نہیں جانتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں کو شہداء کی زندگی کا علم نہیں دیا گیا اور نہ ہم ان سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ (بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں) اس سے ثابت ہوتا ہے وہ دنیا میں نہیں ہیں اور ان کی عبادت کرنا ان سے دعا کرنا اور ان سے نفع ونقصان کی اُمید رکھنا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل:۳۶)

اور ایسی باتوں کے پیچھے مت پڑا کرو جن کا تمہیں علم نہ ہو۔

شیاطین کا قابو کن پر ہوتا ہے؟ اور شیاطین کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۔ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۔(الشعراء ۲۲۱-۲۲۲)

میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے گنہگار پر نازل ہوتے ہیں۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۔ (النحل:۱۰۰)

اُس (شیطان) کا زور تو بس انہی لوگوں پر ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور جو اس کے سبب سے شرک کرتے ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں، گناہوں میں ملوث رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ پر توکل نہیں کرتے۔ قرآن اور سنت چھوڑ کر شیطان کی راہ اختیار کر لیتے ہیں، ایسے لوگ شیاطین کے اولیاء اور دوست ہو جاتے ہیں۔ شیاطین ان پر نازل ہوتے ہیں اور ان کو گمراہ کرتے ہیں۔

لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور صرف اسی پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں ان پر شیاطین کا کوئی قابو نہیں چلتا اور شیاطین کی کوئی تدبیر ان پر کارگر نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر شیطان کا کوئی زور نہیں چل سکتا۔

شرک کی حقیقت اور اسکے اقسام

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت (ایک ہونے) کا انکار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنے کو شرک کہتے ہیں۔ کسی کو اللہ کے برابر جاننا شرک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (الانعام ۱۶۳_۱۶۴)

آپ کہئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ کے لئے ہے جو پوری کائنات کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ یہی مجھ کو حکم ملا ہے اور میں تو سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی تمام عبادات و رسوم سب اللہ کے لئے خاص ہونے چاہئے۔ نیز شرک کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ کسی کو اللہ کے برابر جانے اور اس کے مقابل سمجھے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو عقائد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں رکھنا چاہئے وہ بندوں سے متعلق کر دیں اور جو چیزیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں وہ کسی اور کے لئے کریں۔ مثلاً سجدہ کرنا، کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا، اُن کی منت ماننا اور مشکل کے وقت پکارنا، اُن کی قسم کھانا اور حاجت روا سمجھنا، ہر جگہ کی خبر رکھنا اور تصرف کی قدرت ثابت کرنا، ان سب باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ اب یہ معاملہ چاہے نیک بندوں، انبیاء، اولیاء، صلحاء اور شہداء کے ساتھ بھی کیا جائے تو شرک ہو جائے گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بت پوجنے والوں پر جیسا غصہ کیا ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر بھی کیا حالانکہ وہ انبیاء و اولیاء سے یہ معاملہ کرتے تھے۔

بتوں اور غیر اللہ کی طرف منسوب کر کے نام رکھنا، ان کے نام کی چوٹی رکھنا، ان کے نام کے کپڑے پہننا، ان کے نام کا کڑا، بیڑی یا تعویذ ڈالنا یہ تمام کام چونکہ بلا کے ٹالنے، مقصد میں کامیابی حاصل کرنے اور مشکل کشائی یا حاجت روائی کیلئے کئے جاتے ہیں۔ اسلئے یہ تمام کام درحقیقت شرک ہیں۔ نیز انسان کا ہر کام، اس کی عبادت، اس کی قربانی اور اس کی زندگی کا ہر عمل صرف اللہ کے لئے مخصوص ہونا چاہئے۔ لہٰذا غیر اللہ (اللہ کے سوا دوسروں) کے بارے میں اسباب سے بالاتر تاثیر (قدرت) کا عقیدہ رکھنا دراصل ان کو اس قوت و اختیار سے متصف ماننا ہے جو کہ اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ اسلئے شرک ہے۔ اب آیئے ذرا ان تمام عقائد، اعمال و رسوم پر غور کریں جنھیں قرآن نے شرک قرار دیا ہے۔

منتر، تعویذ، گنڈے شرک ہیں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینبؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ نے میری گردن میں دھاگا دیکھ کر فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس چیز پر میرے لئے دم کیا گیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اُنھوں نے پکڑ کر اسے کاٹ دیا اور فرمایا آل عبداللہ کو شرک کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دم، تعویذات اور حُب کے اعمال شرک ہیں، میں نے کہا آپ یہ کس طرح فرماتے ہیں جبکہ میری آنکھ میں تکلیف ہوتی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی اور وہ اسے پڑھ کر دم کرتا تو تکلیف رفع ہو جاتی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ اپنا ہاتھ چبھوتا اور جب دم پڑھا جاتا ہے تو ہٹا لیتا ہے۔ تمہارے لئے یہی کافی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ۔(ابوداؤد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

ابن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ اَلرُّقٰی (قرآن و حدیث کے خلاف منتر پڑھنا اور اَلتَّمَائِمُ (تعویذ لٹکانا) اور اَلتِّوَلَةَ (حب کے اعمال) سب شرک ہیں (احمد، ابوداؤد)۔

اَلتَّمَائِمُ = تمائم وہ چیز ہے کہ بچوں کو نظر سے بچانے بطور تعویذ گردن پر لٹکاتے تھے۔ اگر تعویذ میں قرآن حکیم کی آیات ہوں تو ابن مسعودؓ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

خوش نصیبی حاصل کرنے اور پریشانی، بدنصیبی، بلاء کو دور کرنے کیلئے قرآن کو تعویذ کی طرح پہننا یا قرآن کی آیات کو پاکٹ میں رکھنا یا جس چین پر آیات لکھی ہوں اس کو پہننا منع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے قرآن کو اس طریقے سے استعمال نہیں کیا۔

اَلتِّوَلَةَ: وہ عمل ہے کہ اس خیال سے کرتے تھے کہ مرد اور عورت میں محبت پیدا کرائے، یہ شرک ہے (چاہے تعویذ، گنڈا یا کچھ اور ہو)۔ قرآن وحدیث کے خلاف عاملوں کے طریقوں، عملیات کو اپنانا منع ہے بلکہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعائیں پڑھیں۔

اَلرُّقٰی: (عزائم یا منتر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف نظر اور زہریلے جانوروں (جیسے سانپ، بچھو کے کاٹے) کیلئے ایسے منتر جس میں شرک نہ ہو پڑھنے کی رخصت دی ہے۔

عیسٰی بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں عبداللہ بن حکیم کی خدمت میں

حاضر ہوا اور انھیں سرخ بادہ نکل آئی تھی میں نے ان سے کہا: آپ تعویذ کیوں نہیں لٹکاتے؟ فرمایا: ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی چیز لٹکائی تو وہ اُسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

تعویذ لٹکانا شرک ہے اس کے بجائے قرآن وحدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت مسنون دعائیں پڑھ لیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گرہ باندھا پھر اس میں پھونک مارا اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا اور جو (تعویذ) لٹکایا اسی کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ (رواہ نسائی)

تعویذ، کڑا، چھلاّ، وغیرہ بلاء بیماری دفع کرنے کیلئے پہننا شرک ہے

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ (الزمر: ۳۸)

آپ کہہ دیجئے بتاؤ جن چیزوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے، کیا وہ اس ضرر کو دور کر سکتے ہیں۔

عمران بن حصین کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا حلقہ (کڑا یا چھلہ) دیکھا، فرمایا یہ کیا ہے؟ بولا کہ واہنہ کی وجہ سے ہے۔ فرمایا کہ اسے اتار دے یہ تجھے کمزوری کے سوا کچھ نفع نہ دے گا بلا شبہ اگر تو اسے پہنے ہوئے مرجائے گا، کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ (احمد)

مسند احمد میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ”جو تعویذ لٹکائے اللہ اس کا مطلب پورا نہ کرے اور جو سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ اسے آرام نہ دے۔

ایک روایت میں ہے جس نے تعویذ لٹکایا، شرک کیا۔ ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ سے بیان کیا کہ اُنھوں نے ایک شخص کے ہاتھ میں بخار کیلئے ڈورا بندھا دیکھا، اسے کاٹ ڈالا، پھر یہ آیت پڑھی:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ - (یوسف: ۱۰۶)

اور اکثر لوگ جو اللہ کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔

جادو، نجوم، کہانت اور بدفالی کفر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے نجوم کی کوئی بات اللہ کی بتائی ہوئی بات کے سوا سیکھی (تو اس نے جادو کیا) ایک راہ سیکھی، نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر اور جادوگر کافر ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب الکہانۃ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نجومیوں کے علم کہانت سے کوئی حصہ حاصل کیا اُس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا۔ جتنا زیادہ حاصل کرے گا اسی قدر زیادہ حصہ لے گا۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت قطن بن قبیصہ ؓ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پرندے کے نام سے کنکری پھینک کر اور پرندہ اُڑا کر فال لینا بت پرستی کا حصہ ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی کاہن کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے جو کہے یا اپنی حائضہ بیوی سے صحبت کرے یا اپنی بیوی سے اس کی دُبر میں صحبت کرے تو وہ اس چیز سے بری ہو گیا جو محمد ﷺ پر نازل فرمائی گئی ہے۔ (احمد، ابوداؤد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی گرہ باندھے اور اس میں پھونک مارے اس نے جادو کیا، اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا اور جو کوئی چیز لٹکاتا ہے اسی کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جو کوئی کاہن کے پاس آیا اور جو کچھ وہ کہتا ہے اس کو سچ مانا تو اس نے کفر کیا جو کچھ محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ حدیث کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر نکلے یہاں تک کہ ہم البیداء یا (دارالجیش) تک پہونچے وہاں میرا ہار ٹوٹ کر کھو گیا اللہ کے رسول ﷺ اس کو تلاش کرنے کے لئے ٹھہر گئے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ اس مقام پر پانی نہیں تھا اور سب کے پاس بھی پانی نہیں تھا جب صبح نمودار ہوئی تو وہاں پر پانی نہیں تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی مقدس آیت نازل فرمائی جیسا کہ ارشاد ہے:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ۔ (المائدہ-٦)
اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔

پس سب نے تیمم کیا نماز کے بعد اس اونٹ کو اُٹھایا گیا جس پر کہ میں سواری کر رہی تھی اس کو اس مقام سے اُٹھایا گیا اور وہاں ہار اس کے نیچے پایا گیا۔ (خلاصہ حدیث صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ جس طرح غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا اسی طرح گمشدہ چیزوں

کا علم بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ ایسے وقت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف نماز اور صبر کے ذریعہ سے رجوع ہو اور اس چیز کے ملنے یا اس کا نعم البدل عطا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کے دربار میں گڑگڑا کر دعائیں و مناجات کرے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی شخص گمشدہ چیزوں کو بتلانے یا اس قسم کا کوئی قولی و فعلی دعویٰ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل سراسر شرکیہ اور شیطانی ہوگا۔

حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نشرۃ (جادو کو جادو سے اُتارنا) کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطانی کاموں سے ہے۔ (ابوداؤد)

ابن قیمؒ کہتے ہیں: ''نشرہ جادو کا اثر دور کرتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں، ایک جادو بذریعہ جادو اُتارنا ہے، یہی شیطانی عمل ہے اور اسی پر حسن بصری کا قول محمول ہوگا۔ سو جادو اُتارنے والا اور جادو اتروانے والا دونوں شیطان کی پسند کا کام کر کے اس کی قربت حاصل کرتے ہیں، وہ اپنا اثر دور کر دیتا ہے، دوسری قسم جادو اُتارنے کے لئے قرآن و حدیث کی دعائیں اور استعاذہ، دوائیں ہیں۔ سو یہ جائز ہے۔

بدشگونی، بدفالی لینا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۔ (الاعراف:۱۳۱)
خبردار بلاشبہ ان کی بدشگونی اللہ کے پاس ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شگون طِيَرَةٌ (جس سے بدفالی لی جائے) کوئی چیز نہیں ہے اور نیک شگون فال ہے۔ لوگوں نے کہا فال کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ اچھا لفظ جو تم میں سے کوئی سنتا ہے۔ (بخاری)

ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی، نہ بدفالی کوئی چیز ہے، نہ اُلو کا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے، نہ صفر کچھ ہے''۔ (بخاری و مسلم)

ابوداؤد میں بسند صحیح عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس بدشگون کا ذکر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس میں بہتر فال ہے اور یہ مسلمان کو کسی مقصد سے باز نہیں رکھتی۔ لہٰذا جب کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو کہے:

اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ

اے اللہ تیرے سوا کوئی بھلائی نہیں لاتا اور تیرے سوا کوئی بُرائی دور نہیں کرتا، اور نہیں ہے طاقت اور نہیں ہے قوت (اے اللہ) سوائے آپ کے۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’بدفالی شرک ہے۔اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے بشریت سے ایسا وہم نہ گزرتا ہو، مگر اللہ تعالیٰ توکل سے اس کو دفع کرتا ہے‘‘۔اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کر کے صحیح کہا۔اور آخری جملہ ’’وَمَا مِنَّا‘‘ ابن مسعود کا قول بتایا۔

امام احمد نے اپنی مسند میں ابن عمرؓ سے یہ روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جسے بدفالی اپنے کام سے روک دے تو اس نے شرک کیا‘‘۔ بولے اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ فرمایا، یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ (مسند احمد)

اے اللہ تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں اور تیرے پرند کے سوا کوئی پرند نہیں، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ستاروں وغیرہ میں یہ عقیدہ کہ ان سے دنیا کے حالات پر اثر پڑتا ہے شرک ہے

بخاری و مسلم نے ذکر کیا ہے کہ زید بن خالد جہنی نے کہا کہ ہم کو پیغمبر ﷺ نے فجر کی نماز حدیبیہ میں پڑھائی اور اس رات کو بارش ہوئی تھی۔نماز کے بعد آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ’’تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟‘‘ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ’’اللہ نے ارشاد فرمایا کہ آج صبح کو میرے بعض بندے کافر ہو گئے اور بعض مومن۔جس نے کہا کہ ہم کو بارش ملی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہوا۔اور جس نے کہا کہ ہم کو بارش ملی فلاں نچھتر (ستارے) سے وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں پر ایمان لایا۔ (بخاری و مسلم)

یعنی جو شخص دنیا کے امور میں ستاروں کی تاثیر سمجھتا ہے وہ شرک کرتا ہے اور جو دنیا کے سارے معاملات کو اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے حقیقت میں وہی مومن ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اچھی اور بُری گھڑی کا ماننا، اچھی اور بُری تاریخ کا پوچھنا اور نجومی کے کہے پر یقین کرنا شرک کی باتیں ہیں۔کیونکہ یہ سب باتیں ستاروں سے تعلق رکھتی ہیں اور ستاروں کو ماننا حقیقت میں ستارہ پرستی ہے۔ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر قسمت کا حال بیان کرنا شرک ہے۔

صحیح بخاری میں قتادہ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تارے تین باتوں کیلئے پیدا کئے ہیں۔

(۱) آسمان کی زینت (۲) شیطانوں کو مار (۳) سمت و راستہ معلوم کرنے کی علامتیں۔

پس جس نے ان باتوں کے علاوہ کچھ اور سمجھا خطا کی اور اپنا آخرت کا حصہ ضائع کیا، اور اس چیز کا تکلف کیا جس کا اسے علم نہیں‘‘۔ بخاری کی عبارت ختم ہوئی۔

غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۔ (الانعام: ۱۶۲۔۱۶۳)

آپ کہہ دیجئے کہ بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت صرف اللہ عزوجل کے لئے ہے جو سارے جہاں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۔ (الکوثر: ۲)

پس اپنے پروردگار کیلئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

اس سے قبل اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ مشرکین عرب اپنے معبودوں کے نام پر اور ان کے استھانوں پر ذبح کرتے تھے۔قرآن مجید نے وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ کہہ کر غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔نیز صرف اللہ کے نام پر ذبح کرنے کا حکم نازل فرمایا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (المائدہ: ۳)

تم پر حرام کیا گیا مردہ اور خون اور سور کا گوشت اور جس جانور پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے (بطور قربانی یا نذر کے)۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ان جانوروں کو جو کہ اللہ کے نام کے علاوہ غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جائے اور ایسے کھانے اور چیزیں جو کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کے لئے نذر کی جائیں یا قربانی کی جائیں حرام ہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی دینے کا حکم دیا گیا۔

علی رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی کئی حدیثیں لکھ رکھی تھیں۔ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ ’’اللہ لعنت کرے اُس شخص پر جو غیر اللہ کیلئے ذبح کرے‘‘۔

ان آیتوں اور احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو کوئی جانور ذبح کرے غیر اللہ کے نام سے وہ لعنتی ہے اور ایسے جانور کا گوشت حرام ہے کیونکہ غیر اللہ کے نام سے قربانی دینے سے غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہے (بلکہ غیر اللہ کی نذر کی نیت کرنا بھی شرک ہے) اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں

کے نام سے نذر منت کرنا شرک ہے۔

بزرگوں کے نام پر جانور چھوڑنا اوران کے احترام میں جانوروں کا ذبح کرنا، انھیں ان کے نام نذر کرنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔(الانعام:۱۴۵) یا گناہ کی چیز (شرک کا ذریعہ) کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے (بطور قربانی یا نذر کے)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی مخلوق کے نام (غیر اللہ) کے لئے مشہور کیا جائے وہ شرک کی وجہ سے حرام ہے اور ناپاک ہے۔ یہ نہیں کہ اس جانور کو ذبح کرتے وقت مخلوق کا نام لیا جائے تب ہی وہ حرام ہوگا بلکہ کسی مخلوق کے نام پر جانور (یا کھانے پینے کی چیزیں وغیرہ) مشہور کی جائیں مثلاً یہ بکرا شیخ سدو کا ہے، پس وہ حرام ہو جاتا ہے۔

وہ جانور جو غیر اللہ کے نام سے مشہور کیا گیا ہو ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا۔ پھر جو جانور، مرغی، بکرا یا اونٹ وغیرہ خواہ وہ کسی نبی، ولی یا شہید کے نام کا پکارا جائے اور مشہور کیا جائے سب حرام اور ناپاک ہے اور ایسا کرنے والے پر شرک ثابت ہے۔

جہاں غیر اللہ کے لئے ذبح ہو وہاں اللہ تعالیٰ کیلئے جانور ذبح کرنا بھی حرام ہے

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے (زمانہ جاہلیت میں) نذر مانی تھی کہ بوانہ (مقام) میں اونٹ ذبح کروں گا۔ اُس نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ''کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کسی بُت کی عبادت کی جاتی تھی؟'' لوگوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر فرمایا ''کیا وہاں ان کے تہواروں میں سے کوئی تہوار یا میلہ لگتا تھا؟'' بولے نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''اپنی نذر پوری کر''۔ بلاشبہ جو نذر اللہ عزوجل کی نافرمانی میں ہو، پوری نہیں کی جائے گی، اور نہ اُس نذر کا پورا کرنا انسان پر واجب ہے جو اس کی وسعت سے باہر ہے۔ (ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ ایسے مقام پر نذر پوری نہیں کی جائے گی جہاں قدیم زمانے میں کوئی بت یا شرک کی رسم یا اہل بت کا کوئی میلہ لگتا ہو یا رسم منائی جاتی ہو اگرچہ کہ اب وہ باقی نہ رہا ہو۔ مشرکوں کی ہر بات میں مشابہت حرام ہے حتیٰ کہ تہوار میں اگرچہ کہ بالقصد نہ ہو۔

غیر اللہ کے نام پر مکھی بھی چڑھانا شرک ہے

طارق بن شہاب کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایک شخص ایک مکھی کی بدولت جنت میں گیا اور ایک شخص ایک مکھی کی بدولت جہنم میں گیا''۔ صحابہ نے عرض کیا وہ کیسے یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ ''دو آدمیوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جن کا ایک بُت تھا، اُن کا دستور تھا کہ وہاں سے کسی کو گزرنے نہ دیتے تھے جب تک کہ اُس بُت پر کچھ چڑھاوا نہ چڑھائے۔ سو اُنھوں نے ان دونوں میں سے ایک کو کہا کچھ چڑھادے۔ وہ بولا کہ میرے پاس چڑھانے کے لئے کچھ نہیں ہے، بولے کہ کچھ نہ کچھ ضرور چڑھادے اگرچہ ایک مکھی ہی سہی۔ اُس نے ایک مکھی چڑھادی، تب اُسے چھوڑ دیا۔ پس یہ شخص جہنم واصل ہوا۔ اس شرک کی وجہ سے، پھر ان لوگوں نے دوسرے سے کہا کہ تو بھی کچھ چڑھادے۔ وہ بولا کہ میں تو اللہ عزوجل کے سوا کسی کے واسطے کچھ چڑھاوا نہیں چڑھاتا ہوں۔ سو اُن لوگوں نے اُس کی گردن ماردی، پس یہ شخص جنت میں پہنچا''۔ احمد نے اسے روایت کیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مکھی جیسی حقیر چیز بھی غیر اللہ کے لئے چڑھانا شرک ہے اور یہ ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کے لئے بھی چڑھاوا پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، غیر اللہ کے لئے جو چڑھاوا بھی چڑھایا جائے خواہ وہ بتاشہ، حلوہ، چادر، چراغ یا اگربتی اور خوشبو ہو، یہ سب شرک ہے۔ نیز اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکھی کا چڑھاوا چڑھانے والے کا مقصد شرک کرنا نہ تھا بلکہ صرف اہل صنم کے شر سے نجات حاصل کرنا تھا، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ شخص اس مکھی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔

غیر اللہ کے نام پر نذر ماننا اور ان کے نام پر جانور چھوڑنا شرک ہے۔ چڑھاوا اور نذر عبادت ہے جو کہ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج میں فرمایا:

وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ: (الحج:۲۹) اور اپنی نذریں پوری کریں۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص یہ نذر مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے گا سو اس کی اطاعت کرے اور جو کوئی ایسی نذر مانے کہ اللہ کی نافرمانی کرے گا سو وا ایسا نہ کرے۔

لہٰذا نذر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ماننی چاہئے۔ مشرکین کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ وہ لوگ 'بحیرہ' اور 'سائبہ' کے نام سے غیر اللہ کی نذر مانتے اور ان پر چڑھاوا چڑھاتے تھے۔ بحیرہ

اور سائبہ کی تشریح نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ (مشرکین) بتوں کے لئے روکتے تھے۔ کوئی اس جانور کا دودھ نہیں دھوتا تھا اور سائبہ وہ ہے جس کو بتوں کے لئے چھوڑتے تھے جس سے کوئی کام نہ لیتا تھا۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ مشرکین سائبہ کو اپنے معبودوں کے لئے بطور نذر چھوڑتے تھے جسے قرآن مجید نے غیر اللہ کی عبادت قرار دیا اور اس فعل کو شرک سے تعبیر کیا۔

غیر اللہ سے پناہ لینی شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۔

اور بلا شبہ بہت سے انسان جنوں سے پناہ لیا کرتے تھے۔ پس زیادہ کیا اُنھوں نے ان لوگوں کو خوف میں۔ (الجن:۶)

خولہ بنت حکیمؓ کہتی ہیں کہ اُنھوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ''جو شخص کسی جگہ اُترے اور یہ دعا ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ چاہتا ہوں اس کی تمام مخلوق کے شر سے) پڑھے تو اسے کوئی چیز ضرر نہ دے گی، یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے کوچ کر جائے۔ (مسلم) اس سے ثابت ہوا کہ پناہ صرف اللہ کی لینی چاہئے۔

جنوں کو علم غیب نہیں ہے اور جنوں سے غیب کی بات پوچھنا جائز نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (سورہ نمل:۶۵)

آسمانوں اور زمین والوں میں سے کوئی غیب کی بات نہیں جانتا اللہ کے سوا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ (سبا:۱۴)

بس جب ہم نے اس پر موت کا حکم جاری کیا تو زمین کے ایک کیڑے نے عام لوگوں کو اس پر آگاہ کیا جو سلیمان کی عصا کھا رہا تھا پس جب سلیمان گرا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ اگر ہم غیب جانتے تو ذلت کے عذاب میں نہ رہتے۔

سلیمان علیہ السلام اپنی موت سے قبل جنوں کو بڑے بڑے کام سرانجام دینے کا حکم دے چکے تھے۔ شیشے کے کمرے میں عصا پر ٹیک لگائے کھڑی ہوئی حالت میں آپؑ کا انتقال ہوا۔ جنوں کو آپ علیہ السلام کے انتقال کا علم نہیں ہوا وہ آپ کو شیشہ میں سے دیکھتے اور جو کام جنوں کو کرنے کا حکم دیا تھا وہ سرانجام دیتے رہے۔ دیمک کا کیڑا آپ کی عصا کو کھاتا رہا۔ اور اس طرح ایک مدت کے بعد جب آپ کی لکڑی گری اور سلیمان علیہ السلام بھی گرے تو علم ہوا کہ آپ کا انتقال ایک مدت پہلے ہی ہو چکا تھا وہ جنات کہنے لگے کہ اگر ہم کو غیب کا علم ہوتا تو ہم اتنے بڑے کام کرنے کی تکلیف نہ اُٹھاتے۔

اس طرح اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جنوں کو غیب کا علم نہیں ہے آج عامل جادو کا علاج کرنے کے لئے جنوں سے غیب کی بات پوچھتے ہیں جبکہ جن خود غیب کی بات نہیں جانتے اس طرح یہ عامل خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

بیت اللہ کے سوا مزاروں اور قبروں کی طرف سفر کرنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ - (الحج: ۲۷-۲۹)

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجئے لوگ آئیں گے آپ کے پاس پیدل چل کر اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر جو دور دراز راستوں سے چلی آتی ہیں تا کہ لوگ اپنے فائدہ کی جگہوں پر حاضر ہو جائیں اور اللہ کا ذکر کریں۔ مقررہ دنوں میں ان جانوروں پر جو اللہ نے انھیں چوپایوں میں سے عطا کیا ہے خود بھی ان میں سے کھاؤ اور بدحال محتاجوں کو بھی کھلاؤ پھر چاہئے کہ دور کریں میل کچیل اپنا اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کریں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لئے بعض جگہوں کو مقرر کر رکھا ہے۔ مثلاً کعبہ، عرفات، مزدلفہ، منیٰ، صفا، مروہ، مقام ابراہیم، ساری مسجد الحرام بلکہ سارا مکہ بس انہی مقامات کے لئے سفر کرنا، جانور ذبح کرنا، منتیں پوری کرنا اور اسی گھر کا طواف کرنا درست ہے اسلئے حج کے جتنے اعمال

ہیں بیت اللہ اور مزدلفہ، منیٰ، عرفات کے سوا کہیں اور کرنا نہ صرف یہ کہ ناجائز ہیں بلکہ حرام ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کجاوے نہیں باندھے جائیں گے (سفر نہیں کیا جائے گا) مگر تین مسجدوں کی طرف (ثواب کی نیت سے) مسجد حرام (خانہ کعبہ)، رسول اللہ ﷺ کی مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)۔ (صحیح بخاری)

جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لئے کسی بزرگ کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں جو ناقابل معافی گناہ ہے۔ آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں فرق کیا ہے؟ جو لوگ لات وعزیٰ سے حاجتیں طلب کرتے تھے، ان کا فعل آخر ان لوگوں کے فعل سے کس طرح مختلف تھا۔

قارئین کرام! قرآن کی آیت رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کے گھر کا حاجت روائی یا مشکل کشائی کے لئے قصد کرنا نہ صرف یہ کہ ناجائز ہے بلکہ شرک ہے۔ اپنے آپ کو بچا لیجئے اس گناہ سے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا۔ اور وہ گناہ اسی شرک کا گناہ ہے۔

غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک ہے

سجدہ عبادت ہے جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ (حم السجدہ ۳۷)

تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو۔

سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو کا مطلب یہ کہ مخلوق کو سجدہ نہ کرو بلکہ سجدے کے قابل تو صرف خالق ہے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حیرہ آیا تو ان سب لوگوں کو اپنے سردار کو سجدہ کرتے دیکھا تو میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا: کہ آپ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپؐ کو سجدہ کیا جائے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں حیرہ سے آیا اور وہاں کے لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ تو زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے (ثابت بن قیس) کہتے ہیں آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میری قبر کے پاس سے گذرو گے تو اس (قبر) کو سجدہ کرو گے میں نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسا (سجدہ) نہ کرو اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں جو اللہ

تعالیٰ نے ان کے لئے حق میں مقرر کیا۔ (رواہ ابوداؤد، احمد)

غیر اللہ کے سامنے خشوع وخضوع سے کھڑے ہونے کی ممانعت

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ (البقرہ: ۲۳۸) اور اللہ ہی کے لئے باادب کھڑے رہو۔

لہٰذا کسی اور کے لئے باادب کھڑے ہونا جائز نہیں اور اپنی خاطر لوگوں کے کھڑے ہو جانے کی خواہش رکھنے والا جہنمی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

حضرت معاویہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے تصویر کی طرح کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (ابوداؤد، ترمذی، بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

درخت اور پتھر وغیرہ سے تبرک حاصل کرنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى۔ (النجم: ۱۹) سو بتاؤ تم لات وعزیٰ کو۔

ابو واقد لیثی کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کی (طرف) نکلے اور ہم ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے اور مشرکین نے ایک بیری کے (درخت) کو طواف کے لئے (منتخب) کیا تھا اور اس پر اپنے ہتھیار بھی لٹکاتے تھے اس کو ’’ذات انواط‘‘ کہا جاتا تھا چنانچہ ہم اس بیری کے درخت پر گذرے۔ (اس وقت) ہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ذات انواط بنائیے جیسا کہ ان (کفار) کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر یہی تو راستے جو تم کہتے ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم نے بھی وہی بات کی جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کی تھی کہ ’’ہمارے واسطے بھی کوئی ایک معبود ایسا بنائیے جیسا کہ ان کے ہیں‘‘ موسیٰ نے جواب دیا کہ ’’تم بڑی جاہل قوم ہو‘‘ پھر فرمایا ’’ضرور تم اگلی اُمتوں کے طریقوں پر چلو گے‘‘۔ (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا اس کے بعد کہا، میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا تو میں ہرگز تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (رواہ ابوداؤد)

بیت اللہ (کعبہ شریف) کے طرز کے نمونے ماڈل دروازے تصاویر کو برکت کے حصول کے لئے رکھنا جائز نہیں ہے۔

جس نے علماء اور حاکموں کی اطاعت حلال کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے میں کی تو اس نے ان کو رب بنا دیا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ (یوسف:۴۰)   نہیں ہے فیصلہ مگر اللہ ہی کے لئے۔

احمد بن حنبل نے کہا ”میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو حدیث کی سند اور صحت معلوم کرنے کے بعد سفیان ثوری کی رائے پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (نور)

پس ڈریں وہ لوگ کہ آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس سے کہ انھیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے۔

”تجھے معلوم ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے“۔ شاید امام احمد کا مقصد یہ ہو کہ جب کوئی رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد کر دے، اس کے دل میں کچھ کجی پڑ جائے، پس وہ ہلاک ہو جائے“۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ سورۂ برأت کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

اُن لوگوں نے اپنے مولویوں (صوفی اور پیروں) کو رب بنایا اللہ کے سوا۔ اور مسیح بن مریم کو بھی، حالانکہ انھیں صرف ایک معبود کی عبادت کا حکم ہوا تھا جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اُن کے ہر قسم کے شرک سے پاک ہے“۔

میں بولا ہم نے ان کی عبادت نہیں کی۔ آپ نے فرمایا ”کیا وہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام نہیں کرتے جسے تم بھی حرام سمجھتے ہو اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیز حلال نہیں کرتے جسے تم حلال سمجھتے ہو؟“ میں نے کہا ہاں! فرمایا ”یہی ان کی عبادت ہے“۔ احمد نے روایت کیا اور ترمذی نے بھی اسے روایت کیا اور حسن کہا۔

اللہ کی کسی بات یا قرآن یا رسول اللہ ﷺ کا مذاق اُڑانا کفر ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ۔ (التوبہ:۶۵)

اور البتہ اگر تم ان سے دریافت کرو گے، وہ بولیں گے بیشک ہم مذاق کر رہے تھے اور کھیلتے تھے۔

ابن عمرؓ اور محمد بن کعب قرظیؒ اور زید بن اسلمؒ اور قتادہ سب سے مروی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کی حدیث مل جل گئی ہے کہ ایک منافق شخص نے غزوۂ تبوک میں کہا، ہم نے ان علم والوں کی طرح کوئی نہیں دیکھا جو بڑے بڑے پیٹ رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں اور جنگ کے وقت زیادہ بزدلی کرتے ہیں۔ اس کی مراد اِس سے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام تھے۔ عوف بن مالکؓ نے اس سے کہا، تو جھوٹا اور پکا منافق ہے۔ میں یہ بات آنحضرت ﷺ سے بالضرور بیان کروں گا۔ عوف آنحضرت ﷺ کے حضور میں پہنچا کہ آپ کو اطلاع دے مگر وحی اس سے پہلے آپ ﷺ پر آ چکی تھی۔ وہ منافق بھی عذر خواہی کے لئے آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، آپ سوار ہو چکے تھے، وہ بولا، یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ آپس میں دل بہلاتے اور سواروں کی گپ لڑا رہے تھے جس سے راستہ کاٹنا مقصود تھا۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں گویا میں اس وقت اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ آپ ﷺ کی اونٹنی کا تسمہ پکڑے ہوئے ہے اور پتھر اس کے پیروں کو ہٹا رہے ہیں۔ وہ کہتا تھا بلاشبہ ہم مذاق اور کھیل کرتے تھے۔ آپ ﷺ یہ کہتے ”کیا اللہ سے اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم مذاق کرتے تھے؟ آپؐ اس کی طرف نہ توجہ فرماتے تھے نہ اس سے کچھ زیادہ بولتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

تقدیر کا انکار کرنا کفر ہے

ابن عمرؓ نے کہا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کسی ایک کے پاس اُحد کے برابر سونا ہو پھر وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو ہرگز اللہ اُسے اُس شخص سے قبول نہ کرے گا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ پھر اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا قول پیش کیا کہ ”ایمان تو یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے، اور تو ایمان لائے تقدیر کی اچھائی اور اس کی برائی پر۔“ (مسلم)

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں اس کی تقدیر پر صبر کرنا بھی شامل ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ ۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے گا وہ اس کے دل کو ہدایت کریگا۔

ابن الدیلمی سے مروی ہے کہ میں حضرت ابی بن کعبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا میرے دل میں تقدیر کے بارے میں کچھ سوالات ہیں آپ مجھے ان کے بارے میں کوئی حدیث سنائیے کہ شائد اللہ تعالیٰ میرے دل کی یہ بات دور کر دے۔ تب حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا اگر تم اللہ کی راہ میں اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرو گے تو ہرگز تجھ سے اس وقت تک اللہ قبول نہ کرے گا جب تک کہ تو تقدیر پر ایمان نہ لائے اور یہ یقین نہ کرے کہ جو مجھے پہنچا ہے ٹلنے والا نہ تھا اور جو نہیں پہنچا پہنچنے والا نہ تھا۔ اگر تو اس کے علاوہ کسی اور عقیدہ پر مرا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ ابن الدیلمی کہتے ہیں پھر میں عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن یمانؓ، زید بن ثابتؓ کے پاس آیا تو اُن سب نے اسی طرح آپ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کیا۔ (احمد، ابوداؤد، حاکم)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر نکلے اور ہم تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے، پس آپ ﷺ غصہ ہو گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا گویا آپ کے گالوں پر انار کے دانوں کو توڑا گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس کا حکم دئے گئے ہو تم۔ کیا میں اسی لئے تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ بے شک جو (اگلی قومیں) ہلاک ہوئیں جو تم سے پہلے تھے اور جبکہ انہوں نے اس معاملہ (تقدیر) کے بارے میں جھگڑا (بحث) کیا میں تم کو قسم دیتا ہوں ہرگز اس میں جھگڑا (بحث) نہ کرو۔ (ترمذی)

سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تقدیر کو نہیں پھیرتی (کوئی چیز) مگر دعا اور نہیں بڑھاتی ہے عمر کو مگر نیکی۔ (ترمذی)

سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سعادت ہے ابن آدم کیلئے راضی رہنا اس کا اللہ کی تقدیر پر اور بدبختی ہے ابن آدم کیلئے اللہ سے خیر طلب نہ کرنا۔ اور بدبختی ہے ابن آدم کیلئے کہ اللہ کی تقدیر سے ناراض ہونا۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا کہ فرمایا

اے لڑکے! اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو کہ وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا اور تم اسے سامنے پاؤ گے اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد درکار ہو تو اللہ سے مدد لو اور جان لو کہ تمام اُمت اگر اس بات پر تُل جائے کہ کسی چیز کے ساتھ تمہیں نفع پہنچانا چاہئے تو نفع نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سارے تمہیں کسی چیز کے ساتھ نقصان پہنچانے پر تُل جائیں تو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اُٹھا لئے گئے اور دفتر خشک ہو چکے ہیں۔ (احمد، ترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات کا انکار کرنا کفر ہے

عبدالرزاق نے بواسطۂ معمر بن طاوس سے روایت کی، وہ اپنے باپ طاوس کے واسطہ سے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں، اُنھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اسے کپکپی آ گئی، جب اس نے صفات باری تعالیٰ میں آنحضرت ﷺ کی کوئی حدیث سنی، گویا اس نے انکار کیا، ابن عباسؓ بولے، انکا ڈر عجیب ہے، محکم آیتوں پر رقت ہوتی ہے اور متشابہ پر ہلاک ہوتے ہیں۔ عبدالرزاق کا کلام ختم ہوا۔

اور جب قریش نے آنحضرت ﷺ کو رحمان کا ذکر کرتے ہوئے سنا اس کا انکار کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَهُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ بِالرَّحۡمٰنِ ۔ (الرعد:۳۰) وہ رحمان کا انکار کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت کا انکار کرنا کفر ہے۔

غیر اللہ سے فریاد اور اسے دکھ وغیرہ میں پکارنا شرک ہے

ارشاد الٰہی ہے:

وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنۡ فَعَلۡتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيۡنَ وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۔ (یونس: ۱۰۶-۱۰۷)

اور مت پکارو اللہ کے سوا ایسے کو کہ جو نہ تجھے کچھ فائدہ دیگا اور نہ کچھ نقصان دے گا۔ سو اگر تو نے ایسا کیا تو تو بھی اس وقت ظالموں میں سے ہو جائے گا۔ اور اگر اللہ تجھے کسی قسم کا ضرر پہنچائے تو کوئی اسے بجز اللہ کے دور کرنے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ۔

کون ہے کہ لاچار ومضطر کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ پکارتا ہے اوراس کے درد کو دور کرتا ہے۔

طبرانی نے اپنی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک منافق تھا جو مسلمانوں کو سخت ایذا دیتا تھا۔ پس بعض نے کہا کہ چلو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس منافق کی بابت فریاد کریں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مجھ سے فریاد نہیں کی جاتی، صرف اللہ تعالیٰ سے فریاد کر سکتے ہیں''۔

غیر اللہ کی طرف منسوب کر کے نام رکھنے کی ممانعت

ناموں کے متعلق یہ حقیقت ہمیشہ ذہن نشین رہے کہ ایسے نام رکھے جائیں جو صرف اللہ کی طرف منسوب ہوں، غیر اللہ کی طرف منسوب کر کے نام رکھنا منع ہے، عبدالنبی، عبدالرسول، غلام محمد، غلام مرتضیٰ، غلام حسین، علی بخش، نبی بخش، مدار بخش، سالار بخش، غلام محی الدین وغیرہ یہ ایسے نام ہیں جن کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ عموماً یہ نام اس عقیدہ کی بنیاد پر رکھے جاتے ہیں کہ آڑے وقت کام آئیں گے اور مشکلات کو دور کریں گے۔ جبکہ مشکلات کو دور کرنے والی ذات تو صرف اللہ کی ہے۔ صحابہ کرام کے اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے وہ تمام نام تبدیل کر ڈالے جو مشرکین کے بتوں کی طرف منسوب تھے۔ ظاہر بات ہے کہ مشرکین جن بتوں کی عبادت کرتے تھے ان میں نیک ومقبول بندے بھی تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے باوجود ان ناموں کو بدل ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناموں کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا سرے سے درست نہیں ہے اور کسی کو بندہ نواز اور غریب نواز کہنا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے نام رکھنے کی اجازت فرمائی سوائے ابوالقاسم کے۔ اس کے علاوہ دوسرے اچھے نام بھی رکھے جاسکتے ہیں جن میں شرک کی آمیزش نہ ہو۔

میرا رب اور میرا بندہ میری بندی کہنے کی ممانعت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی میرا بندہ، میری بندی ہرگز نہ کہے (کیونکہ) تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں بلکہ کہا کرو میرا غلام اور میری لونڈی اور یا خادمہ اور غلام اپنے آقا کو میرا رب نہ کہے، بلکہ میرا آقا کہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ غلام اپنے آقا کو میرا مولا نہ کہے کیونکہ تمہارا مولا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ (صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

شہنشاہ وغیرہ نہ کہنے کا حکم

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ ذلیل اور بُرا نام اللہ تعالیٰ کے پاس اُس شخص کا ہے جس کو لوگ ملک الملوک کہیں، ابن ابی شیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی مالک نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے۔ سفیان نے کہا کہ ملک الملوک کے معنی شہنشاہ ہے۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ کے نام کا احترام اور کسی نام کو اس وجہ سے بدل دینا

حضرت شریح بن ہانیؓ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے وہ اپنی قوم کے ساتھ وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ لوگ ان کو ابوالحکم کنیت سے پکارتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بلایا اور فرمایا بے شک حَکَمْ تو اللہ ہے اور حُکْمُ بھی اسی کی طرف سے ہے لہٰذا تمہاری کنیت اَبُو الْحَکَمْ کس وجہ سے ہے؟ عرض گذار ہوئے کہ میری قوم میں جب کسی بات پر اختلاف ہوتا ہے تو میرے پاس آجاتے ہیں اور میں ان کا فیصلہ کر دیتا ہوں تو میرے فیصلے پر دونوں فریق خوش ہوجاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو بہت اچھی بات ہے، تمہارے لڑکے کتنے ہیں؟ عرض کیا شریح، مسلم اور عبداللہ ہیں۔ فرمایا کہ اُن میں بڑا کون ہے؟ عرض گذار ہوئے کہ شریح۔ فرمایا تو تم ابوشریح ہو۔ (ابوداؤد، نسائی)

وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِىۡۤ اَسۡمَآئِهٖ۔ (الاعراف: ۱۸۰)

اور صرف اللہ کے لئے ہی اچھے نام ہیں پس تم ان ناموں کے ساتھ اِسی کو پکارو اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج رفتاری کرتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ''یلحدون'' کے معنی شرک کرنا ہے۔

(الرِّیَاء) ریاکاری شرک اصغر ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِکُمۡ بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰی کَالَّذِیۡ یُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ۔ (البقرہ: ۲۶۴)

اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال خرچ کرتا ہے (محض) لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور یوم آخرت پر۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اس وقت مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں (اس بات سے) خبردار نہ کروں جس کا خوف مجھے تم پر مسیح دجال کے فتنے سے زیادہ ہے، پس ہم نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپؐ نے فرمایا شرک خفی، اس طرح کہ ایک شخص نماز کے لئے کھڑا ہو، پھر اپنی نماز کو محض کسی آدمی کے دکھانے کے لئے عمدہ پڑھے۔ (ابن ماجہ، بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

معلوم ہوا کہ جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لئے روزہ رکھے، جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لئے عبادت کرے اور جو کوئی لوگوں کو دکھانے کیلئے صدقہ وخیرات کرے تا کہ لوگ اس کو روزہ دار، نمازی، عبادت گذار اور سخی کہیں پس یہ سب ریا کاری ہے۔

شرک یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے عمل سے محض دنیا طلب کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا وَزِيۡنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيۡهِمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فِيۡهَا - (ھود:۱۵)

جو کوئی صرف دنیا کی زندگی اور اسی کی زیب وزینت چاہے ہم ایسوں کو ان کے عمل کا نتیجہ دنیا میں دے دیتے ہیں۔

نیک لوگوں کی قبروں میں غلو کرنا اس کو بت بنا دیتا ہے، جن کی پرستش اللہ کے سوا ہوتی ہے

امام مالک نے اپنی مؤطا میں یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ میری قبر کو بُت نہ بنانا جس کی پرستش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا سخت غضب نازل ہوا اس قوم پر کہ اُنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا“۔

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس بیماری میں جس کے بعد آپ پھر تندرست نہیں ہوئے کہ اللہ نے لعنت فرمائی یہود اور نصاریٰ پر کہ اُنھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مساجد (عبادت کی جگہیں) بنالیا، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اگر اس بات کا خیال نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کھلی جگہ میں ہوتی، مگر مجھے خوف ہے کہ کہیں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو مسجد نہ بنالیں۔ (بخاری)

قبروں پر نماز پڑھنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اگرچہ مسجد نہ ہو۔ یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اس وجہ سے بند رکھی گئی ہے کہ آپ کی قبر کو سجدہ نہ کیا جائے۔

مسند احمد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”وہ لوگ سب سے بدترین ہیں جو زندہ ہوں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔ اور وہ لوگ (بھی سب سے بدتر ہیں) جو قبروں کو مسجد بنائیں گے“۔ اسے ابوحاتم (ابن حبان) نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ساری دنیا سجدہ گاہ ہے سوائے مقبرہ (قبرستان) اور غسل خانے کے۔ (ابوداؤد، ترمذی، دارمی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱) کوڑا ڈالنے کی جگہ اور (۲) قربان گاہ اور (۳) مقبرہ (قبرستان) اور (۴) چوراہے اور (۵) غسل خانے اور (۶) اونٹوں کو باندھنے کی جگہ اور (۷) خانہ کعبہ کی چھت پر (ترمذی۔ ابن ماجہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی اور ان پر بھی جو قبروں پر مسجدیں بناتے اور چراغ جلاتے ہیں۔ اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا۔

ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا اور میری قبر کو میلہ مت بنانا اور تم مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہونچایا جاتا ہے جہاں کہیں تم ہو۔ (ابوداؤد)

قبروں کی مجاوری کرنا حرام ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پکی بنانے، قبر پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

ابومرشد غنوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قبر پر نہ بیٹھو اور نہ ہی اسکی طرف نماز پڑھو۔ (مسلم)

مسلم میں ابوالہیاج اسدی سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا ”کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا، یہ کہ کوئی تصویر نہ چھوڑے مگر اسے مٹا دے اور نہ بلند قبر مگر اسے زمین کے برابر کر دے“۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر یعنی مساجد اور بیت اللہ کے علاوہ نیک بندوں کی قبروں کی مجاوری حرام ہے یعنی بیت اللہ اور مساجد کی خدمت میں مصروف رہنا جیسے جھاڑو دینا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا وغیرہ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر کے لئے مخصوص ہیں۔ ان تمام کاموں کو بزرگوں کی قبروں، مزاروں کے لئے کرنا حرام ہے۔

یہ کہنا ’’جو اللہ چاہے اور جو محمد ﷺ چاہیں‘‘ کا حکم

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا ’’جو اللہ چاہے اور آپ ﷺ چاہیں‘‘ آپ نے فرمایا ’’کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنایا؟ اس طرح کہا کرو، جو اللہ اکیلا چاہے‘‘۔ (شرح السنہ)

تصویر بنانا گناہ ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’اور کون بڑا ظالم ہے اس سے کہ میری جیسی بناوٹ بنانا چاہتا ہے، پس وہ ایک ذرہ بنائیں، ایک دانہ بنائیں، ایک جو بنائیں‘‘۔ (بخاری و مسلم)

بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن اُن لوگوں کو ہوگا جو اللہ کے بنانے میں اس کی مشابہت کرتے ہیں‘‘۔

بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ’’ہر ایک تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا۔ اس کے واسطے ہر تصویر کے عوض ایک ایک جان کی جائے گی جس کے ذریعہ جہنم میں اسے عذاب دیا جائے گا‘‘۔

بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ’’جو شخص کوئی صورت دنیا میں بنائے گا اسے روز قیامت یہ حکم دیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے مگر وہ پھونک نہ سکے گا‘‘۔

تصویروں کی ممانعت

بخاری نے ذکر کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ اُنھوں نے ایک غالیچہ خریدا اس میں تصویریں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی دیکھی تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ اور اسکے رسول کے روبرو توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ’’کیسا ہے یہ غالیچہ؟‘‘ میں نے کہا آپ ہی کیلئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اسے تکیہ بنائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِن تصویروں والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی چیزوں میں جان ڈالو، اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے نہیں آتے‘‘۔ (مشکوٰۃ، باب التصاویر)

اللہ تعالیٰ سے بدگمانی کا حکم اور اگر کہنے کا حکم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ ۔ (آل عمران: ۱۵۴)

وہ اللہ سے بدگمانی کرتے ہیں، جاہلوں کی سی، کہتے ہیں کیا ہمارے لئے بھی حکم میں سے کچھ ہے؟ کہدے کہ حکم صرف اللہ کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الظَّانِّينَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۔ (الفتح: ۶)

اللہ پر بُرا گمان کرتے ہیں، اُن پر بُرائی کا گھیرا ہے اللہ کا غضب اور اس کی لعنت بھی اور ان کے لئے جہنم تیار کی گئی ہے اور یہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

صحیح (مسلم وغیرہ) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ’’حرص کر اِس بات پر جو تجھے نفع دے اور اللہ سے مدد مانگ اور عاجز نہ بن، اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہنا ’اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ایسا ہوتا‘ لیکن کہے اللہ نے مقدر کیا اور جو اس نے چاہا وہ ہوا۔ اس لئے کہ ’’اگر‘‘ شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت، اس شخص کا حکم جو اللہ کی قسم پر کفایت نہ کرے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔ (ترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے باپ داداؤں کی قسم نہ کھاؤ جس کو قسم کھانا ہے تو صرف وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے باپ داداؤں کی قسم نہ کھاؤ جو اللہ کی قسم کھائے وہ سچ بولے اور جس کے واسطے اللہ کی قسم کھائی جائے اسے راضی ہونا چاہیے اور جو راضی نہ ہو تو وہ اللہ والوں میں سے نہیں۔

(ابن ماجہ نے حسن سند سے روایت کیا، بحوالہ کتاب التوحید محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ)

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ ’’جب قسم کھانا ہو تو (کعبہ کی قسم) کی جگہ رب کعبہ کی قسم کھایا کرو، اور جو اللہ چاہے پھر تو چاہے کہا کرو‘‘۔ اسے نسائی نے روایت کیا اور صحیح کہا۔

کثرت سے قسم کھانے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۔ (المائدۃ ۸۹) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے قیامت کے دن بات نہ کرے گا۔ ایک احسان جتلانے والا جو کسی کو کوئی چیز دے کر احسان جتادے، دوسرا جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والا، تیسرا، اِزار لٹکانے والا۔ (صحیح مسلم)

بندوں کے معاملوں میں اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت

جندب بن عبداللہ بجلی کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایک شخص نے کہا، اللہ کی قسم ،اللہ فلاں شخص کو نہ بخشے گا۔ اللہ نے فرمایا، یہ کون ہوتا ہے کہ مجھ پر ایسی قسم کھائے کہ فلاں شخص کو میں نہ بخشوں گا، میں نے اسے بخش دیا اور قسم کھانے والے کے سب عمل برباد کر دیئے۔ مسلم نے اسے روایت کیا۔ اور ابو ہریرہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ یہ کہنے والا ایک عابد شخص تھا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں، اس ایک بات نے ان کی دنیا و آخرت برباد کردی۔

السلام علی اللہ کی ممانعت

صحیح (بخاری و مسلم) میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہا کرتے اللہ پر اس کے نیک بندوں کا سلام ہو، فلاں شخص پر سلام ہو، آپ نے فرمایا کہ ''تم لوگ اس طرح نہ کہو کہ اللہ پر سلام ہو، اس لئے کہ اللہ تو خود سلام (سلامتی دینے والا) ہے'' ......

عہد و پیمان کے بارے میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا (النحل:۹۱)

اور اللہ کے عہد کو جب تم کوئی عہد کرو تو پورا کرو، اور قسموں کو ان کے پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو۔

اگر کوئی شرکیہ کام کرنے کی قسم کھائے تو اس کو قسم پوری نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ایسا کرنا شرک ہے۔

اس طرح نہیں کہنا چاہئے ''اے اللہ! اگر تیرا جی چاہے مجھے بخش دے

صحیح (بخاری و مسلم) میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں

سے کوئی اس طرح دعا نہ کرے، اے اللہ مجھے بخش دے اگر تو چاہے مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے بلکہ پختہ طور پر سوال کرے اس لئے کہ اللہ کو دبانے والا کوئی نہیں ہے''۔ مسلم کے لفظ یہ ہیں ''اللہ سے بڑی بڑی رغبت کرے اس لئے کہ اللہ کے یہاں کوئی چیز بڑی نہیں''۔

جس نے زمانے کو گالی دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''آدمی مجھے ایذا دیتا ہے اس طرح کہ دہر (زمانہ) کو گالی دیتا ہے اور دہر تو میں ہی ہوں، میں ہی رات و دن کو بدلتا رہتا ہوں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھے اتنا نہ بڑھانا جتنا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو بڑھایا، کیونکہ میں تو اس کا بندہ ہوں، لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔ (بخاری و مسلم)

حکم کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جنگ اُحد کے دن دانت ٹوٹا اور سر پر زخم لگا۔ آپ ﷺ خون کو دور کرتے تھے اور فرماتے تھے کیسے فلاح پائے گی وہ قوم جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور اس کا دانت توڑا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا تھا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بذریعہ وحی نازل فرمائی۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ۔ (آل عمران ۱۲۸)

آپ کے اختیار میں کچھ نہیں اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے یا عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوہ اُحد)

سورج گہن اور چاند گہن کسی کی موت کی وجہ سے واقع نہیں ہوتے:

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جب سورج کو گہن لگا تو نبی ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور چادر کو گھسیٹتے یہاں مسجد میں داخل ہوئے چنانچہ ہم مسجد میں داخل ہوئے اور ہم کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ سورج گہن صاف ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند کو کسی کی موت سے گہن نہیں لگتا جب تم ایسا (گہن) میں ان (چاند اور سورج) کو دیکھو تو تم نماز پڑھو اور دعا کرو یہاں تک کہ وہ (گہن) صاف ہو جائے''۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا عبادت ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۶۰ غافر: ۶۰

اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل کئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الدعاء هو العبادة "دعا عبادت ہے"۔ (ترمذی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم کچھ مانگو تو اللہ سے دعا مانگو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ سے مدد طلب کرو۔ (ترمذی)

دعا عبادت ہے اور عبادت کا مغز ہے ہمیں چاہئے کہ ہر حال میں، مشکل، حاجات، پریشانی میں اللہ سے دعا مانگیں اور مدد طلب کریں۔ کیونکہ اللہ ہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے اور غیر اللہ سے دعا مانگنا اور مدد طلب کرنا شرک ہے اور مشرک کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا بھی عبادت میں داخل ہے اوپر کی آیت میں اللہ نے ہم کو اللہ سے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ سے دعا مانگیں تو اللہ کی عبادت ہوگی اور اللہ کے علاوہ غیر اللہ سے دعا مانگیں تو غیر اللہ کی عبادت ہوگی اور غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے۔ اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو غیر اللہ سے دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۸۸

(سورۃ قصص: ۸۸)

اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے (اس کی ذات) کے اسی کے لئے (اللہ کیلئے) حکم (دینے کا اختیار ہے) ہے اور تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

روح کے بارے میں

جہاں تک روح کا تعلق ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیقات یعنی اللہ تعالیٰ کی پیداہ شدہ خلقت میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

اِلَّا قَلِيْلًا ۸۵ (الإسرىٰ-۸۵)

ترجمہ: وہ لوگ آپ سے (اے رسول) روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ اور تمہیں دیا گیا ہے مگر تھوڑا سا علم۔

اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۴۷ (ال عمران ۴۷)

جب وہ (اللہ) کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا! تو وہ ہو جاتا ہے۔

اللہ کا فرمان کُنْ (ہو جا) تمام تخلیقات (پیدا کرنے) کے لئے ہے اسی لئے روح بھی اللہ کے فرمان سے تخلیق ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۵۹ (ال عمران ۵۹)

بے شک اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال کی طرح ہے۔ اس کو (آدم کو) مٹی سے پیدا کر کے کہہ دیا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا۔

قدرت اور اقتدار اللہ تعالیٰ کیلئے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - (آل عمران: ۲۶)

کہہ اے اللہ ملک کے مالک تو جس کو چاہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا - (الاحزاب: ۱۷)

اے نبی کہہ دیجئے (پوچھئے) بھلا اگر اللہ تمہیں کوئی بُرائی پہنچانا چاہے یا تم پر کوئی فضل کرنا چاہے تو کون ہے تمہیں بچا سکے (یا تم سے روک سکے) اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا والی و مددگار نہ پائیں گے۔

آسمان وزمین پر اللہ تعالیٰ کا اختیار واقتدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو مال یا عزت دے تو ساری دنیا والے ملکر اس کو اس سے محروم نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کسی کو نقصان دے یا ذلیل کرے تو ساری دنیا اور کائنات اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ کائنات کی ہر شئے اللہ وحدہ لاشریک لہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ آسمان وزمین سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی مصیبت یا کوئی آفت انسان کو نہیں پہنچ سکتی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ - (الرعد: ۱۶)

''تو کہہ اللہ ہی سب چیزوں کا خالق ہے اور وہی اکیلا سب پر ضابط ہے''۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ - (الزمر: ۶۲)

''اللہ ہی سب چیزوں کا خالق اور ہر چیز کا نگہبان ہے (ساری کائنات کے نظام کو چلانے والا ہے)''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ

(الرعد: ۲)

''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے جو تم دیکھ رہے ہو، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا، اور سورج، چاند کو کام پر لگا رکھا ہے، ہر ایک (سورج، چاند، ستارہ) مقررہ وقت تک چل رہا ہے (نظام عالم میں) تمام احکام وہی جاری کرتا ہے اور اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کر رہا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - (الزمر: ۶۷)

نہیں سمجھے وہ اللہ کو کہ جیسا سمجھنا چاہئے اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے روز اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اُس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے اُن کے شرک سے۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اُس کے داہنے ہاتھ میں ہوگا، پھر کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔ (صحیح بخاری، کتاب التوحید)

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ سب آسمانوں کو روز قیامت لپیٹ کر اپنے سیدھے ہاتھ میں لے گا، پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زبردست؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟ پھر ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر بائیں ہاتھ میں لے گا، پھر فرمائے گا، میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زبردست، کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟'' (مسلم)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ''ساتوں آسمان اور زمینیں اللہ کے ہاتھ میں اسی طرح ہوں گے جیسے تمہارے ہاتھ میں رائی کا دانہ''۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ - (البقرہ: ۲۵۵)

ترجمہ: سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا، انتظام کرنے والا، نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب اسی کی مِلک ہے، کون ہے جو بلا اجازت اس کے پاس سفارش کرے، وہ لوگوں کے آگے پیچھے کی سب چیزیں جانتا ہے اور لوگ اس کے علم (معلومات) میں سے کچھ بھی نہیں جان سکتے مگر جس قدر کہ خود ہی چاہے۔ اس کی حکومت نے تمام آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور ان کی حفاظت سے تھکتا نہیں اور وہ بلند اور بڑی عظمت والا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَوَلَيۡسَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ بَلٰى وَهُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ‏ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيۡـئًا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ‏ فَسُبۡحٰنَ الَّذِىۡ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ - (یٰسین ۸۱۔۸۳)

''کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اسے اس بات کی قدرت نہیں کہ وہ ان جیسوں کو پیدا کردے۔ بے شک وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑے علم والا ہے جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا حکم بس اتنا ہی ہوتا ہے کہ اس چیز کو کہتا، ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے، جس ذات کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے وہ پاک ہے اور اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے۔

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت وعظمت کی خبر دیتے ہوئے آگاہ کرتا ہے کہ وہی ساتوں آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سورج، ستاروں، سیاروں، سمندر اور پہاڑوں کی شکل میں ہے وہی سب کا خالق ہے اور اس بات کو واضح کرتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ ان بڑی بڑی چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہے تو کیا وہ مرنے کے بعد دوبارہ اُٹھانے پر قادر نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ کہ آسمان وزمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے بڑا امر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَكۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ - (الغافر: ۵۷)

''آسمان وزمین کی تخلیق لوگوں کی تخلیق سے بہت بڑی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَلَمۡ يَعۡىَ بِخَلۡقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ - (الاحقاف: ۳۳)

''کیا یہ لوگ جانتے نہیں؟ کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کی تکان نہ ہوئی، وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے، ہاں، بے شک وہ ہر کام پر قادر ہے''۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۙ‏ ﴿۲۱﴾

اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا یہی تمہارا بچاؤ ہے۔

الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّـكُمۡ ۚ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۲﴾ (البقرہ)

(وہ اللہ) جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر پھر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔

اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِمَا يَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾ (البقرہ)

آسمان اور زمین کی پیدائش، رات اور دن کا ہیر پھیر اور کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لئے ہوئے سمندروں میں چلنا اور آسمانوں سے پانی اُتار کر مردہ زمین کو زندہ کر دینا اور اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا اور ہواؤں کے رخ کو بدلنا اور بادل جو آسمانوں اور زمین کے درمیان مسخر (رُکے ہوئے) ہیں، اس میں عقلمندوں کیلئے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا حکم کرتا ہے تو اس کے حکم کے خلاف کسی کو قیل وقال کرنے کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

وَاللّٰهُ الۡغَنِىُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ (محمد: ۳۸) ''اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو''۔

پس اللہ پاک ہے اس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور ہر چیز کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہر بُرائی سے پاکی کا ذکر ہے۔ وہی زندہ اور قائم کرنے والا ہے اسی کے ہاتھ میں آسمان وزمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں، ہر چیز کا معاملہ اسی سے ہے۔ اُسی کے ہاتھ میں موت وحیات ہے اور تمام بندوں کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر ایک کو اس

کے اچھے اور بُرے اعمال کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دے گا وہی عادل وحاکم اور منصف ہے وہی انعام و اکرام کرنے والا ہے اور وہی فضیلت وعزت دینے والا ہے۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! میں اپنے نفس پر ظلم کو حرام کیا ہوں اور تمہارے لئے بھی اس کو حرام کردیا ہوں۔ تم آپس میں ظلم مت کرو۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو مگر میں جس کو ہدایت دوں۔ تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو مگر میں جسے کھلاؤں۔ مجھ سے رزق طلب کرو میں رزق دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب ننگے ہو مگر میں جسے پہناؤں، تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تم کو لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو، میں تمام گناہوں کو بخشنے والا ہوں۔ تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تم کو معاف کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب مجھے نقصان پہنچانا چاہو تو نقصان نہ پہنچا سکو گے اور تم سب کے سب مجھے نفع پہنچانا چاہو تو نفع نہ پہنچا سکو گے۔ اے میرے بندو! اگر تم میں کا اول وآخر، انس وجن تم سب کے سب ہر ایک متقی آدمی بن جائیں تو وہ چیز میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہ کرپائے گی اور تم میں کا اول وآخر، انس وجن سب ہر ایک برے آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو وہ میری بادشاہت میں کچھ نقصان نہ کرپائے گی۔ اے میرے بندو! تم میں کا اول و آخر انس وجن ایک جگہ کھڑے ہو کر بیک وقت مجھ سے مانگنے لگیں تو میں ہر ایک کی حاجت پوری کروں گا۔ تو اس سے بھی میرے پاس جو کچھ ہے اس میں کمی نہ ہوگی مگر اتنی ہی جتنی کہ سمندر سے سوئی ڈبو کر نکالی جائے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کو میں محفوظ رکھتا ہوں، پھر میں اس کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ جو کوئی بھلائی پائے تو وہ اللہ کی تعریف کرے اور اس کا شکر بجالائے اور جو اس کے برخلاف پائے وہ اپنے نفس کو ہی ملامت کرے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (یوسف:۲۱)

"اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ۔ (الملک ۱۔۲)

"بڑی برکت والا ہے اللہ جس کے قبضہ میں تمام ملک کی حکومت ہے اور وہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے وہی ہے جس نے موت اور حیات مقرر کی تا کہ اللہ تعالیٰ تم کو جانچے کہ تم میں سے کون اچھا کام کرنے والا ہے اور وہ بڑا غالب بخشنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے آپ کی تعریف فرماتے ہوئے کہتا ہے کہ ہر قسم کی بادشاہت اسی کے ہاتھ میں ہے اور آسمان وزمین کی تمام مخلوقات میں وہی جیسا چاہے تصرف کرنے والا ہے، اس کے فیصلوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور اس کی کاریگری کو کوئی پوچھنے والا نہیں اور اس کے قہر، حکمت اور عدل کا بھی کوئی قیل وقال کرنے والا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُسی نے موت اور حیات کو پیدا کیا ہے تاکہ معلوم کرے کہ اس کے بندوں میں کون اچھے اور نیک اعمال کرنیوالے ہیں اور کون بُرے اور بد اعمال کرنیوالے ہیں، انسان کو دنیا میں صرف ایک ہی دفعہ زندگی ملتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۖ (الروم۔۴۰)

اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو روزی دی پھر تم کو مار ڈالے (موت دے گا) گا پھر تم کو زندہ کرے گا (قیامت کے روز)۔

بھلا تم اللہ کا انکار کیسے کرتے ہو حالانکہ پہلے تم موجود نہ تھے، پھر اسنے تمہیں جان بخشی پھر تم کو موت بھی دیتا ہے پھر تمہیں زندہ کرے گا (قیامت کے دن)، پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو زندگی اور موت کا مقام بنایا اور آخرت کو جزا اور ہمیشہ کی زندگی کا مقام بنایا۔

اللہ تعالیٰ ہی زندہ کو مردہ کرتا ہے اور مردہ کو زندہ کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو موت کا حکم فرماتا ہے تو کوئی تاخیر نہیں ہوتی ہے۔

قیامت کے دن کا وقوع:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ (الجاثیہ۔۲۶)

ترجمہ: (اے رسول ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں موت دیتا ہے، پھر تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ (الرحمن:۲۶-۲۷)

"جتنی مخلوق اس زمین پر ہے سب فنا ہو جائے گی اور تمہارے پروردگار کی ذات باجلال باعزت باقی رہے گی"

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اول و آخر تمام مخلوقات کے فیصلوں اور حساب و کتاب کے لئے جلوہ افروز ہوں گے اور ہر شخص کو ان کے عمل کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ذرہ برابر بھی ظلم نہ کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام پہلی بار صور پھونکیں گے تو تمام کائنات (مخلوقات) فنا ہو جائے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوسرا صور پھونکا جائے گا تو تمام انسان اول و آخر دوبارہ زندہ ہو جائیں گے اور وہ قیامت کا دن ہوگا۔ اس دن اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ان کے اعمال کا بدلہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ (ابراہیم-۴۸)

جس دن اس زمین کے سوا اور ہی بدل دی جائے گی اور آسمان بھی۔

معلوم ہوا کہ تمام انسان قیامت کے روز بدلی ہوئی زمین پر جمع کئے جائینگے، حالات اتنے سخت ترین ہوں گے کہ کوئی دوسرے کی طرف نہ دیکھے گا نہ توجہ دے گا، وہ سب وہاں اللہ کے آنے کے انتظار میں کھڑے ہونگے، وہ سب خوفزدہ اور اپنے انجام کے بارے میں پریشان ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن (قیامت کے دن) جبکہ تمام انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے ان میں بعض (انسان) ان کے کانوں کے بیچ تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے (ان کے گناہوں کے مطابق) (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قیامت کے دن لوگ اپنے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اور ہر اُمت اپنے نبی کے پیچھے ہوگی اور وہ کہیں گے اے فلاں اور فلاں ہمارے لئے (اللہ سے) شفاعت کیجئے۔ یہاں تک کہ شفاعت کا فریضہ محمد ﷺ تک پہنچ جائے گا یہ وہ دن ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ آپ محمد ﷺ کو مقام محمود پر پہونچائے گا۔ (صحیح بخاری)

مسلم و ترمذی کی احادیث میں مذکور ہے کہ: بروز قیامت قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے آئیں اور قبل اس کے کہ بنی آدم کے سردار محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کیلئے سفارش طلب کریں اس سے پہلے لوگ اولوالعزم پیغمبروں سے سفارش کی درخواست کریں گے۔ سب پیغمبر یہی جواب دیں گے کہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ معاملہ آخری رسول حضرت محمد ﷺ تک پہنچ جائے گا آپ ﷺ فرمائیں گے میں اس کا اہل ہوں، میں اس کا اہل ہوں۔ آخرکار آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش طلب کریں گے کہ وہ فیصلہ کے لئے تشریف لائے چنانچہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی سفارش کو قبول فرمائے گا۔ یہ پہلی سفارش ہوگی اور یہ مقام محمود ہے جو آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو دیا جائے گا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فیصلہ کے لئے جیسا چاہے گا آئے گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے فرشتے صف بستہ ہوکر تشریف لائینگے پھر جہنم کو لایا جائے گا جس کے لئے ستر ہزار لگام ہوں گے اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اس کو کھینچتے ہوں گے۔ (مسلم، ترمذی)

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا - وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا - وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى۔

(الفجر:۲۱-۲۳)

"ایسا ہرگز نہ چاہیے جب زمین اپنی موجودہ شکل میں بالکل توڑ دی جائے گی، تمہارے پروردگار کا حکم فیصلہ کا آپہونچے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر آموجود ہوں گے اور جہنم لائی موجود کی جائے گی۔ اس روز انسان نصیحت پا جاوے گا۔ مگر اس کو نصیحت کا فائدہ کہاں ہوگا"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا

"جو آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا پروردگار ہے (رحمن) مہربان، وہ لوگ اس (اللہ) سے خطاب کرنے کی طاقت نہ رکھیں گے جس روز (قیامت کے روز) روح امین اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے اور کوئی کلام نہ کر سکے گا مگر جس کو رحمن نے اجازت دی ہو اور اس نے صحیح بات کہی ہو،

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا۔ (النباء: ۳۹۔۴۰)

بس وہ دن (قیامت کا دن) واقع ہونے والا ہے، پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے، ہم نے تم کو قریب آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے جو اس روز ہوگا جس روز ہر آدمی اپنے ہاتھوں کی کمائی بنظر خود دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں آج میں مٹی ہو جاتا''۔

اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ معاملات کے لئے تمام چیزوں کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ قیامت کے دن اپنی مخلوقات میں جیسا چاہے انصاف کرے گا۔ وہ ایسا عادل اور حاکم ہے کہ نہ وہ کسی پر زبردستی کرے گا اور نہ ذرہ کے برابر ظلم کرے گا بلکہ اگر کسی بندے کے پاس کسی عمل پر ایک نیکی ہے تو اس کو دس گنا ثواب دے گا۔ وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا - (وہ اپنی طرف سے اجر عظیم عطا کرے گا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ۔ (الانبیاء: ۴۷)

''اور ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو لگائیں گے پھر کسی نفس پر کسی طرح سے ظلم نہ ہوگا یہاں تک کہ کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو بھی سامنے لے آویں گے اور ہم خود حساب کرنے کو کافی ہیں''۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

آسمان وزمین اور کائنات اس کے آگے کم تر، عاجز اور غلام ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَّكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا - (مریم: ۹۳۔۹۵)

''تمام آسمانوں اور زمینوں والے رحمان کے سامنے غلامانہ حاضر ہوں گے، اس نے ان کو گھیر رکھا ہے اور گنا ہوا ہے اور قیامت کے دن ہر ایک ان میں سے اس کے پاس اکیلا اکیلا حاضر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے آسمان وزمین کی حکومت ہے یعنی وہی دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى (اللیل: ۱۳)

''دنیا کی ابتداء اور انتہا ہمارے قبضہ میں ہے

فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى - (النجم: ۲۵)

''اول وآخر اللہ ہی کے اختیار میں ہے''۔

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ - (القصص: ۷۰)

''اور وہی اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کیلئے تعریفیں ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اسی کا حکم ہے اور اس کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کا عرش عظیم آسمانوں کے اوپر ہے

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے کے بعد عرش پر استویٰ فرمایا جو کہ آسمانوں کے اوپر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ - (الحدید: ۴۔۵)

''وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا پھر حکمراں ہوا، عرش پر۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اس کو اور جو اس سے نکلتا ہے اس کو اور جو آسمان کی طرف اُترتا ہے اس کو اور جو اس کی طرف چڑھتا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے (اپنے علم کے ساتھ ہے) جہاں تم ہو اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے تمام آسمانوں اور زمین پر حکومت اسی کی ہے کُل کام اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تخلیق کائنات کے بعد عرش پر مستوی ہوا۔ اوپر کی آیت میں وہ تمہارے ساتھ ہے سے مراد وہ تمہارا نگران ونگہبان و پاسبان ہے اور تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ تم جیسے بھی ہو اور جہاں بھی ہو، چاہے سمندر میں ہو کہ خشکی میں، دن میں ہو کہ رات میں، گھروں میں ہوں کہ غاروں میں یا جنگلوں میں تمام چیزیں اس کے علم وحکمت میں برابر برابر ہیں اور اسی کے سمع و بصر کے ماتحت ہیں، وہی تمہاری باتوں کو سنتا ہے اور تمہاری جگہوں کو دیکھتا ہے اور تمہارے ظاہری و باطنی اعمال سے پوری طرح واقف وباخبر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ (ھود:۵)

وہ (اللہ) جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں وہ اللہ سینوں کے اندر کی باتیں جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۔ (الرعد:۱۰)

”تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے یا چلا کر کرے اور جو رات کے اندھیروں میں چھپ رہے یا دن دھاڑے راہ چلے سب برابر ہیں“۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے سوا کوئی رب نہیں۔

حدیث جبرئیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے متعلق اس طرح فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکا تو اتنا تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔ (النحل:۱۲۸)

”بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے“۔

اللہ تعالیٰ نے سرکش فرعون کی طرف جو کہ خود کو خدا کہتا تھا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ فرعون کو نرمی سے سمجھائیں کہ شاید وہ نصیحت قبول کر لے۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۔ (طٰہ:۴۶)

”اللہ تعالیٰ نے کہا تم مت ڈرنا میں تمہارے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں جہاں اللہ تعالیٰ کے قرب اور معیت اور ساتھ ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم، سمع (سننا)، بصر (دیکھنا) اور مدد کرنا مراد ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۔

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے زمین وآسمان کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوا۔

اللہ تعالیٰ کسی موحد مسلمان کی دعا کو بے کار نہیں کرتے اور نہ ہی اس کو کوئی چیز مشغول کرتی ہے بلکہ وہ دعا کا سننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۔ (البقرۃ:۸۶)

”جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں (تو کہہ دے کہ) میں قریب ہوں۔ پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی مجھے پکاریں قبول کرتا ہوں پس میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ کامیابی کی راہ پاویں“۔

اللہ تعالیٰ کسی توحید پرست مسلمان کی دعا کو بے کار نہیں کرتے اور نہ ہی اس کو کوئی چیز مشغول کرتی ہے وہ دعا کا سننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو نماز پڑھنے اور صبر کرنے کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ:۱۵۳)

اے ایمان والو تم صبر اور نماز کے ذریعہ (اللہ سے) مدد طلب کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں (علم) سے جب وہ مجھے یاد کرے اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں اس کو میرے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے جماعت میں یاد کرے تو میں اس کو اس سے اچھی جماعت میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اگر ایک ہاتھ قریب ہوتو میں

ایک باع (دونوں ہاتھ کا پھیلاؤ) نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں دوڑتا ہوا آتا ہوں۔ (بخاری)

کبر وغرور اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس ہی کے لئے سزاوار ہے

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے اور اس کے نظام کو چلانے والا ہے۔عزت و کبریائی اللہ تعالیٰ کیلئے ہی سزاوار ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔(النساء:۱۳۹) ''عزت تو ساری اللہ ہی کے لئے ہے''۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے جو شخص ان دو چیزوں میں سے کسی ایک کو مجھ سے چھینے گا میں اس کو دوزخ میں داخل کردوں گا۔ایک دوسری روایت میں ہے میں اس کو جہنم میں پھینک دونگا۔(مسلم)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ۔(فاطر:۱۰)

''جو کوئی عزت کا طالب ہو تو عزت سب کی سب اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔پاک کلمات اسی کی طرف جاتے ہیں اور نیک اعمال کو اپنی طرف اُٹھاتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔(الصافات:۱۸۰)

''تیرا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔(البقرہ:۱۹۵)

''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں (اپنی جانوں کو) ہلاک نہ کرو اور اچھے عمل کیا کرو، اچھے عمل کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔(آل عمران:۳۲) پس بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (نساء:۳۶) ''بے شک اللہ تعالیٰ متکبروں اترانے والوں سے محبت نہیں کیا کرتا''۔

مومن کا ایمان اللہ تعالیٰ کے تمام صفات پر اسی طرح ہو جیسا کہ قرآن وحدیث میں ان کا ذکر مذکور ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (الزمر۔۶۷)

نہیں وہ سمجھے اللہ کو کہ جیسا سمجھنا چاہئے اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے روز اور تمام آسمان لپیٹے ہوں گے۔اس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کے قیامت کے دن زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوگا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمینیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اس طرح ہوں گے جیسے تمہارے ہاتھ میں رائی کا دانہ۔(صحیح بخاری)

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ (المائدہ۔۶۴)

ترجمہ: اور یہودیوں نے کہا اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (یعنی وہ خرچ نہیں کرتا)۔ان ہی (یہودیوں) کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے اسے رات دن کی بخشش بھی کم نہیں کرتی۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب اس نے آسمان وزمین پیدا کئے ہیں اس نے کتنا خرچ کیا ہے۔اس نے بھی اس میں کمی پیدا نہیں کی جو

اس کے ہاتھ میں ہے۔(صحیح بخاری، کتاب التوحید)

قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ذکر آیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہے جولوگ ایمان لائے وہ اللہ تعالیٰ کے تمام صفات کو من وعن ایسا ہی مانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، جیسا کہ قرآن وحدیث میں ان کا ذکر آیا ہے۔اور اس میں اپنی طرف سے کوئی تاویل کرنا اور اللہ کی صفات کو مخلوق سے مشابہت دینا اور مثال دینا منع ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔(النحل:۷۴)

پس تم اللہ کیلئے مثالیں مت بناؤ، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔(الشوریٰ ۱۱)

’’اس (اللہ) جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے‘‘۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۸ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۹ (الحج)

اور بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں۔ غرور سے اپنی گردن موڑتے (اسلام سے دور گمراہ) تاکہ اللہ کی راہ سے (دوسروں کو) بہکائے اس کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو جلنے کا عذاب چکھائیں گے۔

جوکوئی اللہ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور قرآن وحدیث کی اتباع اور پیروی کرے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰي مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ (محمد:۱۔۳)

ترجمہ: جولوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ان کے اعمال اللہ سب ضائع کردے گا اور جولوگ ایمان دار ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں، اس کلام پر ان کا ایمان ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا گیا ہے اور وہ برحق ہے۔ان کے پروردگار کے ہاں سے آیا ہوا، اللہ ان کے گناہ اِن سے دور کردے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا، یہ فرق اس لئے ہے کہ جولوگ کافر ہیں وہ باطل کے پیرو ہیں اور جو ایماندار ہیں وہ حق کے پیرو ہیں جو ان کے رب کے ہاں سے آیا ہے۔اس طرح اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ: جولوگ رسول نبی اُمی کی تابعداری کریں گے جس کو وہ توریت انجیل میں اپنے پاس لکھا ہوا پائیں گے جو اِن کو نیک باتوں کا حکم دے گا اور ناجائز کاموں سے منع کرے گا اور حلال طیب ان کو حلال بتائے گا اور حرام کو حرام ٹھہرائے گا اور ان سے احکام کی سختی اور گلے کے پھندے جو اِن پر پڑے ہوں گے دور کردے گا پس جولوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی عزت اور توقیر کئے اور اس کی مدد کئے اور جو نور اس کے ساتھ اُترا ہوگا اس کی تابعداری کئے ہوں گے وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔ (المائدہ:۸۷)

’’بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا‘‘۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ (الرعد:۳۱) ''اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کبھی نہیں کرے گا''۔

اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے ہیں

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ (الانعام:۱۲)

''تو کہو آسمان وزمین کی چیزیں کس کی ہیں؟ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی کی ہیں، اس نے اپنی ذات پر لازم کر رکھا ہے کہ مخلوق پر مہربانی کرے گا، وہ قیامت کے دن جو بلاشبہ آنیوالا ہے تم کو جمع کرے گا۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو ٹوٹے میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔ (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ (الفاتحہ:۲) ''بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی مومن کو یہ علم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا عذاب ہے تو کوئی مومن جنت کی خواہش نہ کریگا اور اسی طرح کسی کافر کو یہ علم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی رحمت ہے تو کوئی کافر اللہ تعالیٰ کی جنت سے مایوس نہ ہوگا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ۔ (الحجر:۴۹)

''تو میرے بندوں کو اطلاع دے کہ میں بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہوں اور میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔ (التحریم:۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ (النساء:۱۸)

اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب کسی کو ان میں سے موت آتی ہے تو کہنے لگتا ہے اب میں توبہ کرتا ہوں، اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں، ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (المائدہ:۲) ''بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سخت عذاب والا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (الاعراف:۱۶۷)

''بے شک تیرا رب بڑی جلدی عذاب پہنچا سکتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ (النساء:۱۱۶)

''بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور سوائے اس کے جو چاہے بخش دے گا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان نے کہا اے میرے رب تیری عزت وجلال کی قسم میں تیرے بندوں کو جب تک کہ روح ان کے جسموں میں ہے بہکاتا رہوں گا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال اور بلند مقام کی قسم میں ہمیشہ اس وقت تک ان کی مغفرت کرتا رہوں گا جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے۔ (احمد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۔(طٰہٰ:۸۱)

ترجمہ: ہمارا دیا ہوا پاکیزہ رزق کھاؤ اور اس میں سرکشی نہ کرنا ورنہ میرا غضب تم پر ٹوٹ پڑے گا اور جس پر میرا غضب ٹوٹا پس وہ ہلاک ہوا‘‘۔

جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں لڑکے کی خوش خبری سنائی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا تم مجھے بڑھاپے میں خوش خبری سناتے ہو؟ فرشتوں نے کہا ہم تو حق کے ساتھ خوش خبری دینے والے ہیں۔ آپ نا اُمید ہونے والوں میں سے نہ ہو جائیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں کہا کون ہے جو اپنے رب کی رحمت سے نا اُمید ہوتا ہے سوائے گمراہوں کے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۔(الحجر:۵۶)

ترجمہ: ابراہیمؑ نے کہا اللہ کی رحمت سے گمراہ لوگوں کے سوا کوئی بھی نا اُمید نہیں ہوتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی وفات سے تین دن پہلے فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی ہرگز نہ مرے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو۔ (صحیح مسلم) یعنی خاتمہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو بلکہ اُمید رکھے اپنے مالک کے فضل و کرم پر اور اپنی نجات اور مغفرت کا گمان رکھے۔

اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی اور بیٹا نہیں ہے

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ

وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اللہ تعالیٰ کی اولاد (کہاں) کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ اس کی تو کوئی بیوی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔(المائدہ:۱۷)

’’جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے، کچھ شک نہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے منکر ہیں تو اِن سے کہہ کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح اور اس کی ماں اور تمام جہان والوں کو ہلاک کرنا چاہے تو کیا کوئی اللہ کو روک سکتا ہے اور آسمانوں، زمینوں کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کل حکومت اللہ ہی کی ہے، جو چاہے پیدا کردے اور اللہ تعالیٰ ہر کام پر قادر ہے۔

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ کے بندے تمام رسولوں کی طرح ایک رسول تھے ان کی ماں مریم علیہا السلام ایک پاک دامن سچی عورت تھیں دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۔(مریم۔۹۲)

اور اللہ کے لئے لائق نہیں کہ وہ اولاد بنائے۔

اللہ تعالیٰ اکیلا ہے منزہ ہے اور عیوب سے پاک ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا شرک ہے۔ جو کچھ زمین و آسمانوں میں ہے سب اسی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۔(السبا:۱)

’’تمام تعریفوں کا مالک اللہ ہے، تمام آسمان اور زمین جس کے زیر حکومت ہیں۔ آخرت میں بھی تعریف کا وہی مستحق ہے اور وہ بڑا حکمت والا اور بڑا خبر دار ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰي عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَاۗءَنَا الضَّرَّاۗءُ وَالسَّرَّاۗءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔(الاعراف:۹۴۔۹۵)

’’اور جس بستی میں ہم نے کوئی نبی بھیجا تو اس میں رہنے والوں کو مبتلائے سختی و مصیبت کیا تا کہ وہ گڑگڑائیں، پھر ہم نے تکلیف کے بدلے ان کو آسانی دی یہاں تک کہ خوب پھولے اور کہنے لگے کہ اسی طرح رنج و راحت ہمارے باپ داداؤں کو بھی پہنچتے رہے تو ہم نے ان کو ناگہاں جب کہ ان کو کچھ خبر بھی نہ تھی پکڑ لیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ - فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ - (الاعراف: ۴)

"اور کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک و برباد کرڈالا، اور ہمارا عذاب ان کے پاس یا تو رات کے وقت آیا یا دن میں جبکہ وہ سو رہے تھے۔ ہمارے عذاب کو دیکھ کر اُنھوں نے یہی کہا کہ یقیناً ہم لوگ ظالم ہیں"۔

صرف اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کا رازق (رزق دینے والا) ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ - (الذاریات: ۵۸)

"اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا زبردست ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ - (سبا: ۳۹)

"تو (ان کو) کہہ کہ (تم کس خیال میں ہو؟) میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ کردیتا ہے (اور جس کو چاہتا ہے رزق) تنگ کردیتا ہے اور جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اس کا بدلہ تم کو دے گا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (البقرہ: ۲۱۲)

"اور اللہ جس کو چاہتا ہے رزق بے حساب دیتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ - (النمل: ۶۴-۶۵)

"بھلا کون ہے جو مخلوق کی پیدائش شروع کرتا ہے پھر اس کو لوٹا دیتا ہے اور کون تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے۔ کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے۔ تو کہہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔ تو کہہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ آسمانوں کے فرشتے نہ زمین کے باشندے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - (الفاتحہ: ۱)

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے"۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو سن کر جھکتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں۔ اللہ کا فرمان انھیں اسی طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوجاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا۔ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اعلیٰ سب سے بڑا ہے پھر ان کی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سن بھاگتے ہیں۔ شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں حضرت سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح شیطان ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔ پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ کلمہ ساحرو کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ یہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں آگ کا گولہ انھیں آدبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتالیتے ہیں تو آگ کا انگارا ان پر پڑتا ہے۔ اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے (ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہوجاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن فلاں کاہن نے نہیں کہا تھا۔ اس ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا، کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر)

حضرت نواس بن سمعان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بات کی وحی فرماتا ہے تو کلام کرتا ہے جس کی وجہ سے رعب و ہیبت کے مارے آسمانوں میں بھونچال یا کپکپی سی پیدا ہوتی ہے پھر جب اُسے آسمان والے سنتے ہیں تو بے ہوش ہوکر سجدے میں گر پڑتے ہیں، پس سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام سر اُٹھاتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنی وحی سے جو کچھ چاہتا ہے گفتگو فرماتا ہے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں پر سے گزرتے ہیں تو وہاں کے فرشتے دریافت کرتے ہیں اے جبرئیل ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں حق فرمایا، اور وہی بلند مرتبہ اور بڑا ہے۔ وہ سب اسی طرح کہتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وحی کو جہاں

اللہ کا حکم ہوتا ہے، پہنچاتے ہیں۔ (کتاب التوحید، تالیف محمد بن عبدالوہابؒ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ - (لقمان: ۲۷)

"اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کے علاوہ سات سمندر اور اس کی مدد کو سیاہی بن جائیں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہونے پائیں (کیونکہ) یہ سب متناہی ہیں اور (کلمات الٰہی غیر متناہی) بے شک کہ اللہ بڑا غالب اور بڑا ہی حکمت والا ہے"۔

مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار آخرت میں ہوگا

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے ماں! کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا جو تم نے کہا اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ تم کہاں ہو۔ تین باتوں میں سے کوئی تم سے ان کو بیان کیا تو اس نے جھوٹ بولا۔ جو بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے پس اس نے جھوٹ کہا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (الانعام ۱۰۴) (اس کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی، وہ سب آنکھوں اور آنکھوں والوں کو دیکھتا ہے اور بڑا باریک بین باخبر ہے)۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ (الشوری ۵۱)

(کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ اللہ اس کے ساتھ کلام کرے مگر وحی سے یا پردہ کے پیچھے سے)۔

اور جو یہ کہے کہ آپ ﷺ کل کی بات جانتے ہیں تو اس نے جھوٹ کہا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا (لقمان ۳۴) اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کل کیا کریگا۔ اور جو یہ کہے کہ آپ ﷺ نے (وحی کی باتیں) چھپا کر کہا اس نے جھوٹ کہا، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھ "يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (اے رسول جو کچھ تیری طرف تیرے رب کے پاس سے اترا پہنچا دے)۔ لیکن آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ (بخاری، کتاب التفسیر فی سورۃ النجم)

معلوم ہوا کہ کوئی بھی انسان دنیا میں (دنیا کی زندگی میں) اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا لیکن مومنین کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ کافر اور مشرک اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

واقعہ معراج (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے)

علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کے جسم مبارک سمیت براق پر سوار کر کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معیت میں مسجد حرام سے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی پھر آپ ﷺ نے وہاں نزول فرمایا اور انبیاءؑ کی امامت فرماتے ہوئے نماز پڑھائی اور براق کو مسجد کے دروازے کے حلقے سے باندھ دیا تھا۔ اس کے بعد اسی رات آپ ﷺ کو بیت المقدس سے آسمانِ دنیا تک لے جایا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ آپ ﷺ کے لئے دروازہ کھولا گیا۔ آپ ﷺ نے وہاں انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا اور انھیں سلام کیا، اُنھوں نے آپ کو مرحبا کہا، سلام کا جواب دیا، اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ اللہ نے آپ ﷺ کو اِن کے دائیں جانب سعادت مندوں کی روحیں اور بائیں جانب بدبختوں کی روحیں دکھلائیں۔ پھر آپ ﷺ کو دوسرے آسمان پر لے جایا گیا اور دروازہ کھلوایا گیا۔ آپ ﷺ نے وہاں حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کو دیکھا، دونوں سے ملاقات کی اور سلام کیا، دونوں نے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ کو مبارکباد دی اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔

پھر تیسرے آسمان پر لے جایا گیا آپ ﷺ نے وہاں یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور سلام کیا، اُنھوں نے جواب دیا، مبارکباد دی اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر چوتھے آسمان پر لے جایا گیا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا اور انھیں سلام کیا، اُنھوں نے جواب دیا، مبارکباد دی اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا پھر پانچویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں آپ ﷺ نے حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کو دیکھا اور انھیں سلام کیا، اُنھوں نے جواب دیا مبارکباد دی اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر آپ ﷺ کو چھٹے آسمان پر لے جایا گیا وہاں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے سلام کیا، اُنھوں نے مرحبا کہا اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ البتہ جب آپ وہاں سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے۔ ان سے کہا گیا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ اُنھوں نے کہا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ ایک نوجوان جو میرے بعد مبعوث کیا گیا اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت کے لوگوں سے بہت زیادہ تعداد میں جنت کے اندر داخل ہوں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو ساتویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام

سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنھیں سلام کیا، اُنھوں نے جواب دیا مبارکباد دی اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہٰی تک لے جایا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جبار جل جلالہ کے دربار میں پہنچایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اس وقت اللہ نے اپنے بندے پر وحی فرمائی جو کچھ کہ وحی فرمائی اور پچاس وقت کی نمازیں فرض کیں۔ اس کے بعد آپ واپس ہوئے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو اُنھوں نے پوچھا کہ اللہ نے آپ کو کس چیز کا حکم دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پچاس نمازوں کا۔ اُنھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی، اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیے اور اپنی اُمت کیلئے تخفیف کا سوال کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا گویا اِن سے مشورہ لے رہے ہیں۔ اُنھوں نے اشارہ کیا کہ ہاں! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہیں۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور لے گئے۔ اور وہ اپنی جگہ تھا بعض طرق میں صحیح بخاری کا لفظ یہی ہے۔ اس نے دس نمازیں کم کردیں اور نیچے لائے گئے جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا تو اُنھیں خبر دی۔ اُنھوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور مزید تخفیف کا سوال کیجئے۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ عزوجل کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمدورفت برابر جاری رہی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے صرف پانچ نمازیں باقی رکھیں۔ اس کے بعد بھی موسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپسی اور طلبِ تخفیف کا مشورہ دیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب مجھے اپنے رب سے شرم محسوس ہورہی ہے میں اس پر راضی ہوں اور سرِ تسلیم خم کرتا ہوں۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید کچھ دور تشریف لے گئے تو ندا آئی کہ میں نے اپنا فریضہ نافذ کردیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی۔ (زادالمعاد ج ۲/۴۷،۴۸)

معراج کا فائدہ بیان کرتے ہوئے جو سب سے مختصر اور عظیم بات کہی گئی وہ یہ ہے لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا (بنی اسرائیل:۱۰) ''تاکہ ہم (اللہ تعالیٰ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں''۔ اور انبیاءِ کرام کے بارے میں یہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ ارشاد ہے: وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (الانعام:۷۵) ''اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمان وزمین کا نظام سلطنت دکھلایا اور تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو''۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى (طٰہٰ:۲۳) ''تاکہ ہم تمہیں اپنی کچھ بڑی نشانیاں دکھلائیں''۔

وسیلہ کی تعریف

وسیلہ کس طرح اختیار کیا جائے

وسیلہ کا لغوی معنیٰ

وسیلہ وہ عمل ہے جس کے ذریعہ کسی کا قرب حاصل کیا جائے۔ کہا جاتا ہے: تَوَسَّلَ اِلَيْهِ بِوَسِيْلَةٍ۔ اَیْ تَقَرَّبَ اِلَيْهِ بِعَمَلٍ یعنی عمل کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل کیا۔ (صحاح للجوہری)

وسیلہ کا شرعی معنیٰ

شریعت میں وسیلہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا، اس کی اطاعت، عبادت اور اس کے انبیاء ورُسل کی اتباع کرکے اور ہر اُس عمل کے ذریعہ جس کو اللہ پسند کرے اور خوش ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ''وسیلہ قربت کو کہتے ہیں''۔

قتادہؒ نے ''قربت'' کی تفسیر میں کہا: ''اللہ کا تقرب حاصل کرو اس کی اطاعت کرکے اور اُس عمل کے ذریعہ جس کو اللہ پسند کرتا ہے''۔ اس لئے کہ شریعت نے جتنے بھی فرائض ونوافل، واجبات اور مستحبات کا حکم دیا ہے وہ سب تقرب کا ذریعہ اور شرعی وسیلہ ہیں۔

قرآن وحدیث کے احکام کے خلاف کوئی دوسرا شرکیہ وسیلہ اختیار کرنا شرک ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں ان طریقوں سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث میں حکم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

(المائدہ:۳۵)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا - اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا -

(بنی اسرائیل: ۵۶۔۵۷)

کہہ دیجئے کہ تم اللہ کے سوا جن کو معبود سمجھ رہے ہو ذرا اُن کو پکارو، وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔ یہ لوگ جن کو مشرکین پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور وہ اس کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور واقعی آپ کے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے قابل"۔

برادران اسلام! سورۂ مائدہ والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایمان، تقویٰ اور جہاد کے ذریعہ اپنی طرف وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا ہے، اور ان اعمالِ صالحہ کے انعام میں ان کی کامیابی اور جنت کا وعدہ فرمایا۔

شرعی وسیلہ کی تعریف

شرعی وسیلہ جس کا اللہ نے ہمیں اپنی کتاب میں حکم فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ نے جس کی وضاحت فرمائی ہے یعنی اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے شریعت (قرآن اور حدیث) کے موافق اعمال صالحہ اور طاعات کو ذریعہ بنانا جن کو اللہ پسند کرتا اور راضی ہے اور اللہ صرف انھیں باتوں کا حکم فرماتا ہے جنھیں پسند کرتا اور جن سے وہ راضی ہے۔

غیر شرعی وسیلہ کی تعریف

غیر شرعی وسیلہ کی تعریف یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا تقرب ایسے عمل کے ذریعہ حاصل کرنا چاہے جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف ہو۔

شرعی وسیلہ کی تین قسمیں ہیں

۱۔ مومن کا اللہ تعالیٰ سے وسیلہ چاہنا، اس کی برتر ذات اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کے ذریعہ۔

۲۔ مومن کا اللہ تعالیٰ سے وسیلہ چاہنا اپنے اعمال صالحہ کے ذریعہ۔

۳۔ مومن کا اللہ تعالیٰ سے وسیلہ چاہنا اپنے حق میں مومن بھائی کی دعا کے ذریعہ۔

وسیلہ کی پہلی قسم

اللہ کی بلند ذات اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کے ذریعہ اُس کا وسیلہ چاہنا

وسیلہ کی تعریف یہ ہے کہ اللہ رب العزت سے دعا مانگنے سے قبل اُس کی جناب میں اس کی بزرگی، حمد، اس کی ذات برتر کی تقدیس، اس کے اسماء حسنی اور صفاتِ علیا کو پیش کیا جائے۔ پھر جو کچھ حاجت ہو دعا کی جائے تاکہ یہ سب تسبیحات اس کی بارگاہ میں وسیلہ بن جائیں اور اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول کرلے اور ہم اپنا مطلوب حاصل کرلیں۔

مذکورہ بالا وسیلہ اپنی نوعیت اور قبولیت کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ ترین وسیلہ ہے کیونکہ یہ سراپا تقدیس وتمجید اور اللہ کی ویسی ہی تعریف ہے جیسی خود اللہ نے اپنے لئے کی ہے۔

قرآن وحدیث کے صفحات اس وسیلہ کی ترغیب وفضیلت سے بھرے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(الاعراف: ۱۸۰)

اور اللہ ہی کیلئے اچھے اچھے نام ہیں تو تم اللہ کو انھیں ناموں سے پکارو اور ان کو چھوڑ دو جو اللہ کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں، اُن کو اُن کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔

یہاں الحاد کا مطلب یہ ہے کہ ان اسماء حسنیٰ کے ذریعہ اللہ کو پکارنے کے بجائے غیر اللہ کو پکارا جائے جو بدترین گناہ ہے جو لوگ ایسا کریں گے وہ اس کی ضرور سزا پائیں گے۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ نیز معلوم ہوا کہ مشروع وسائل میں سب سے اعلیٰ وافضل وسیلہ یہی ہے کہ اللہ کے اسماء حسنیٰ اس کی مقدس ذات وصفات کو اس کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوقات کی ذاتوں سے بزرگ، اس کے نام مخلوقات کے ناموں سے بلند اور اس کی صفات مخلوقات کی صفات سے مقدس اور اعلیٰ ہیں۔ یہ سب سے مؤثر وسیلہ ہے۔ اللہ اس وسیلہ کے ذریعہ مانگنے دعا مانگنے والے کی دعا سب سے پہلے قبول کرتا ہے۔

(دعا اسم اعظم) حدیث: حضرت عبداللہ بن بُریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ بِاَنَّکَ اَنۡتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ الۡاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیۡ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

(ترجمہ: ’’اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے ساتھ کہ بے شک تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے جس کے کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ اس کے برابر کوئی ہے‘‘۔)

آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی، ایسا اسم اعظم جب اس کے ذریعہ سوال کیا جائے تو دیا جاتا ہے۔ اور دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے۔

(احمد، ابن ماجہ، ابوداود، ترمذی)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی، جو شخص بھی اس وسیلہ سے دعا مانگے گا اللہ قبول کرے گا اور جب بھی اس کے ذریعہ سوال کیا جائے گا اللہ دے گا‘‘۔

وسیلہ کی دوسری قسم

اعمال صالحہ کے ذریعہ وسیلہ

حضرت آدم علیہ السلام کا اعترافِ قصور ندامت و دُعا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ (الاعراف: ۲۳)

ان دونوں نے کہا، اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہم کو معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم بہت نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

آیت کریمہ کے ان کلمات کو اللہ تعالیٰ ہی نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا تھا کہ وہ انھیں وسیلہ بنا کر اللہ سے توبہ کریں اور معافی کی درخواست گزاریں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡہِ اِنَّہٗ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ۔ (البقرہ: ۳۷)

پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کردیا۔ بیشک وہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں ظاہری وسیلہ گناہوں کا اقرار ہے اور ’’خطا کا اعتراف‘‘ اور اس پر توبہ کی

ندامت بڑا عظیم اور صالح عمل ہے جو مغفرت کے لئے بڑا محبوب وسیلہ ہے۔ چونکہ اس عمل صالح کی تعلیم خود اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دی تھی، اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کا تلقین کردہ وسیلہ ہے اور قرآن میں اللہ نے اسے محض اس لئے ذکر فرمایا ہے کہ یہ وسیلہ صرف آدم علیہ السلام کے لئے مخصوص نہیں بلکہ عام مسلمانوں کو اس وسیلہ کی تلقین فرمائی گئی ہے، اور آدم علیہ السلام نے بھی جب تک اس وسیلہ کو استعمال نہیں کیا اللہ نے اُن کی توبہ قبول نہیں فرمائی۔

آدم علیہ السلام کے قبولِ توبہ کے متعلق یہ غلط بات عام طور پر مشہور ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش پر محمد ﷺ کا نام دیکھا اور محمد ﷺ کے نام کا وسیلہ اختیار کیا تب اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔ یہ بات سراسر غلط اور جھوٹی ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عمل صالح کے ذریعہ وسیلہ

رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ (ابراہیم: ۳۷)

اے پروردگار! میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں، تیرے عزت والے گھر کے پاس لا بسائی ہے، اے پروردگار تاکہ یہ نماز پڑھیں، تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور اُن کو پھلوں سے روزی دے تاکہ (تیرا) شکر کریں۔

اس اطاعت و توکل اور اللہ کے گھر کی آبادی کے اس ’’صالح عمل‘‘ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنا کر وہ یادگار اور مقبول دعا فرمائی جس کی قبولیت و ثمرات و نتائج سے آج تک ساکنین حرم مستفید ہو رہے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے اس مشروع وسیلہ کو اللہ نے قبول فرمایا اور مکہ کی اس بنجر اور بے آباد سرزمین کو دنیا کے کروڑوں موحدین کا مرکزِ محبت و عقیدت بنایا۔ اور ہر روز لاکھوں بے قرار دل بیت اللہ کا طواف کر کے اور مقامِ ابراہیم پر نماز پڑھ کر اپنے قلب کو تسکین دیتے ہیں۔ اور ہر سال موسم حج میں عالم اسلام کا قلب اذانِ ابراہیمی پر لبیک کہتا ہوا یہاں اُمڈ آتا ہے۔ یہ سب وسیلۂ ابراہیمی کی قبولیت اور ان کی دُعا کی برکات ہیں۔ اسی طرح پوری وادیٔ مکہ ہمیشہ دنیا بھر کے عمدہ اور لذیذ پھلوں سے بھری ہوئی رہتی ہے جس کی شہادت خود اللہ نے دی ہے۔ فرمایا:

أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا

(القصص: ۵۷)

کیا ہم نے ان کو حرم میں جو امن کا مقام ہے جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل پہنچائے جاتے ہیں اور یہ رزق ہماری طرف سے ہے۔

اللہ کے گھر کی تعمیر اور بنجر مقام پر محض خانۂ خدا کی آبادی اور نماز کی ادائیگی کی نیت سے بستی آباد کرنا سنت ابراہیم ہے اور اللہ کی بارگاہ تک تقرب کا بہترین وسیلہ ہے جو ہم تمام بندگانِ خدا کیلئے لائق اتباع ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہجد کی دُعا میں عمل صالح کے ذریعہ وسیلہ (تہجد کی نورانی دعا)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تہجد کی نماز کے لئے اُٹھتے تھے تو یہ دُعا فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ (صحیح بخاری و مسلم)

''اے اللہ ہمارے رب تیرے ہی لئے سب تعریف ہے۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کا قائم کرنے والا ہے۔ اور سب تعریف تیرے ہی لئے ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور اِن میں رہنے والوں کا رب ہے اور سب تعریف تیرے ہی لئے ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان میں رہنے والوں کا (نور) ہدایت دینے والا ہے۔ تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیری ملاقات حق ہے اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ میں تیرے لئے فرمانبردار ہوا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے ہی اوپر توکل کیا اور تیری ہی مدد سے میں جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف فریاد لایا ہوں پس تو معاف کر مجھ سے جو میں نے پہلے کیا اور جو بعد میں کیا اور جو چھپا کر کیا اور جو ظاہر میں کیا اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس طویل نورانی دُعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی صفات، اس کے اسماء حسنیٰ اور عمل صالح کا وسیلہ اپنی دُعا کے پہلے پیش کیا اس طرح اس دعا میں دوہرا وسیلہ ہے۔ صفاتِ الٰہی اور اسماءِ حسنیٰ کا اور عمل صالح کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس اسلام، ایمان اور انابت، سپردگی اور اللہ پر توکل کے اس عمل صالح کو اپنی دعا کی قبولیت کے لئے وسیلہ بنا کر پیش کیا اور پھر اپنے اگلے پچھلے ظاہر وچھپے، بھولے بسرے سب گناہوں کی معافی کی درخواست فرمائی۔ یہی اُمت کے لئے بھی ''اُسوۂ حسنہ'' ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رسول کی سنتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تین افراد کا ذکر جنھوں نے دعا سے قبل اعمال صالحہ کے ذریعہ وسیلہ اختیار کیا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین شخص کہیں باہر جارہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی اُنھوں نے ایک پہاڑ کے غار میں جا کر پناہ لی۔ اتفاق سے پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے لڑھکی اور اس غار کے منہ کو بند کردیا جس میں یہ تینوں پناہ لئے ہوئے تھے۔ اب ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنے سب سے اچھے عمل کا جو تم نے کبھی کیا ہو نام لے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اس پر اِن میں سے ایک نے یہ دُعا کی اے اللہ! میرے ماں باپ بہت ہی بوڑھے تھے، میں باہر لے جا کر (اپنے مویشی) چراتا تھا پھر جب شام کو واپس آتا تو اِن کا دودھ نکالتا اور برتن میں پہلے اپنے والدین کو پیش کرتا، جب میرے والدین پی چکتے تو پھر بچوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا۔ اتفاق سے ایک رات واپسی میں دیر ہوگئی اور جب میں گھر لوٹا تو والدین سو چکے تھے۔ اس نے کہا کہ پھر میں نے پسند نہیں کیا کہ انھیں جگاؤں، بچے میرے قدموں میں بھوکے پڑے رو رہے تھے، میں برابر دودھ کا پیالہ لئے والدین کے سامنے اسی طرح کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک بھی میں نے یہ کام صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے اس چٹان کو ہٹا کر اتنا راستہ تو بنا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چنانچہ وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ دوسرے شخص نے دعا کی اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اپنے چچا کی ایک لڑکی سے اتنی زیادہ محبت تھی جتنی ایک مرد کو کسی عورت سے ہوسکتی ہے۔ اس لڑکی نے کہا تم مجھ سے اپنی خواہش اُس وقت تک پوری نہیں کرسکتے جب تک مجھے سو اشرفی نہ دے دو، میں نے ان کے حاصل کرنے کی کوشش کی اور آخر اتنی اشرفی جمع کرلی، پھر جب میں اس کی دونوں رانوں کے درمیان بیٹھا تو وہ بولی اللہ سے ڈر، اور مہر

کو نا جائز طریقے پر نہ توڑ، اس پر میں کھڑا ہو گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اب اگر تیرے نزدیک بھی میں نے یہ عمل تیری ہی رضا کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے (نکلنے) کا راستہ بنا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چنانچہ وہ پتھر دو تہائی ہٹ گیا۔ تیسرے شخص نے دعا کی اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور سے ایک فرق جوار پر کام کرایا تھا۔ جب میں نے اس کی مزدوری اسے دی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس جوار کو لے کر بو دیا۔ اس سے میں نے ایک بیل اور ایک چرواہا خرید لیا، کچھ عرصہ بعد اس نے آ کر مزدوری مانگی کہ خدا کے بندے مجھے میرا حق دے دے۔ میں نے کہا کہ اس بیل اور چرواہے کے پاس جاؤ کہ یہ تمہارے ہی ملک میں ہیں۔ اس نے کہا مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا ہوں واقعی یہ تمہارے ہی ہیں تو اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو یہاں ہمارے لئے (اس چٹان کو ہٹا کر) راستہ بنا دے۔ چنانچہ وہ غار پورا کھل گیا اور تینوں شخص باہر آ گئے۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع)

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی باخبر کیا جس طرح قوم عاد و ثمود و دوسری قوموں کا ذکر فرمایا تاکہ آپ کی اُمت پچھلی اُمتوں کے حالات سے سبق حاصل کرے اور غار والوں کی طرح آپ کی اُمت کے لوگ بھی مصائب کے وقت اپنے صالح اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا کریں۔

اعمال صالحہ کا وسیلہ صحابہ کرامؓ کے عمل کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تہجد کی نماز کے بعد اس طرح دعا مانگا کرتے تھے:

اے اللہ آپ نے مجھے حکم دیا میں نے آپ کی اطاعت کی اور آپ نے مجھے بلایا میں نے قبول کیا۔ یہ سحر کا وقت ہے آپ مجھے بخش دیجئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

سحر کے وقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اُٹھ کر نماز پڑھنا بڑا صالح عمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اللہ کی اطاعت، اس کے احکامات کی تعمیل، سحر کے وقت کی نماز اور بیداری کا وسیلہ بارگاہِ الٰہی میں پیش کر کے اپنی مغفرت کی دعا مانگتے ہیں جو مغفرت اور دعا کی قبولیت کا بہترین وقت ہے۔

حضرت عراک بن مالکؓ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے:

اے اللہ میں نے آپ کی دعوت قبول کی اور فریضہ جمعہ ادا کیا اور آپ کے حکم کے مطابق میں منتشر ہو گیا۔ اب آپ مجھے اپنا فضل عطا فرمائیے اور آپ ہی بہترین روزی دینے والے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت عراک بن مالکؓ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے فضل و رزق کی دعا مانگی، لیکن اس سے قبل اذان جمعہ کے جواب، فریضۂ جمعہ کی ادائیگی اور جمعہ کے بعد مسجد سے منتشر ہونے کے خداوندی حکم کی تعمیل کا وسیلہ پیش کیا اور اپنے اس عمل صالح کا وسیلہ پیش کرنے کے بعد دعا مانگی: فَارْزُقْنِي مِنْ فَضْلِكَ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ''اے اللہ! مجھے اپنے فضل سے رزق عطا کر تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

وسیلہ کی تیسری قسم

اپنے مومن بھائی کی دُعا کے ذریعہ وسیلہ

اول: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان بھائی سے درخواست کرنا کہ وہ اپنی دعا کے ذریعہ (وسیلہ) سے اللہ سے اس کی حاجات پوری کرنے کی استدعا کرے، مثلاً یوں کہے کہ آپ میرے لئے اللہ سے دُعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت دے یا میری فلاں ضرورت پوری فرمائے۔

جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے اس وقت صحابہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کی درخواست کرتے تھے اور آپ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کی دُعائیں قبول فرماتے تھے اور عطا فرماتے تھے۔

اندھے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کو وسیلہ بنانا

حضرت عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ ایک اندھا آدمی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ پس آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو عافیت دیدے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو میں دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے تو اس نے کہا کہ دعا ہی کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور اس دعا کے ذریعہ دعا کرے:

''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی رحمت محمد ﷺ کے ذریعہ (یعنی دعا کے ذریعہ) متوجہ ہوتا ہوں، بیشک میں آپ کے ذریعہ (یعنی آپ کی دعا کے ذریعہ) اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس ضرورت میں تاکہ میری ضرورت پوری کردی جائے۔ اے اللہ! آپ میرے بارے میں ان کی سفارش قبول فرما''۔ (ترمذی۔ابواب الدعوات)

نابینا دعا سے فارغ ہوا اور اس کی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی دعا کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنا سکتا ہے۔ یہ ایک مشروع کام ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دعا کی فرمائش

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عمرہ کی اجازت مانگی۔

آپ ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

لَا تَنْسَنَا یَا اَخِیْ مِنْ دُعَائِكَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَشْرِكْنَا یَا اَخِیْ فِیْ دُعَائِكَ (ترمذی)

''میرے بھائی! اپنی دعا میں مجھے نہ بھولنا'' ایک دوسری روایت میں یوں ہے ''اے بھائی اپنی دعا میں مجھے بھی شریک رکھنا''۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے حضرت عمرؓ کی دعا کو وسیلہ بنایا اور ان سے اپنے لئے دعا کی فرمائش کی، لہذا آپ کا یہ عمل ہمارے لئے تمام امت کے لئے درس وتعلیم ہے جس کی اقتداء ہم پر فرض ہے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ ادنیٰ شخص کی دعا بھی اعلیٰ شخص کے لئے وسیلہ ہوسکتی ہے، اور اعلیٰ شخص کی دعا ادنیٰ شخص کے لئے تو بدرجہا بہتر وسیلہ ہوسکتی ہے۔

برادران یوسفؑ کا اپنے والد کی دُعا کو وسیلہ بنانا

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕیْنَ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔(یوسف: ۹۸۔۹۷)

(یوسفؑ کے بھائیوں نے) کہا، اے ہمارے باپ ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی معافی طلب کیجئے، بیشک ہم لوگ خطا کار تھے۔ یعقوبؑ نے کہا عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت چاہوں گا۔ بیشک وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

یہ آیت کریمہ اس بات کو واضح کر رہی ہے کہ مومن کا اپنے مومن بھائی کی دعا کو اپنے لئے وسیلہ بنانا ہم سے پہلی اُمتوں میں بھی رائج و معروف عمل تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس عمل

سے یہ بات ثابت ہوئی کہ دوسرے سے دعا کی درخواست کرنا اور مومن کا دوسرے مومن بھائی کی دعا کو اپنے لئے وسیلہ بنانا مشروع ہے۔

صحابہ کرام بارش طلب کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کی دعا کو وسیلہ بناتے تھے

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ''لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بارش رُک جانے کی شکایت کی، آپ ﷺ نے حکم دیا تو مصلی میں آپ کے لئے منبر رکھا گیا اور ایک دن سب کے جمع ہونے کا وقت مقرر کیا اور جب آفتاب کی روشنی نمودار ہوئی تو آپ ﷺ نکلے اور منبر پر بیٹھے، پہلے اللہ کی بڑائی بیان کی اور اس کی تعریف کی، اس کے بعد فرمایا ''آپ لوگوں نے اپنے شہر کی خشک سالی کی شکایت کی ہے اور اللہ نے آپ لوگوں کو حکم دیا ہے کہ اس سے دعا مانگیں اور آپ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ لوگوں کی دعائیں قبول کرے گا''۔ اس کے بعد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَیْنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے، بڑا رحم کرنے والا، بڑا رحمت والا ہے، جزا کے دن کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے، اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو غنی ہے اور ہم سب فقیر ہیں، ہم پر بارش نازل فرما، اور جو کچھ تو ہم پر نازل فرمائے اسے ایک مدت کے لئے قوت اور پہنچنے کا ذریعہ بنا دے۔

پھر آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا فرمائی، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی چمک نظر آئی۔ پھر آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پشت پھیری، اور اپنی چادر کو پلٹا، جبکہ آپ کے ہاتھ بدستور اُٹھے رہے۔ پھر لوگوں کی طرف رُخ پھیرا اور منبر سے اُترے اور دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ نے بدلی پیدا کی، جو گرجی پھر چمکی، پھر اللہ کے حکم سے برسی، آپ ﷺ اپنی مسجد تک پہنچے بھی نہ تھے کہ سیلاب کے دھارے بہنے لگے۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ تیزی سے پناہ گاہوں کی طرف بھاگ رہے ہیں تو ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دانت چمک اُٹھے اور فرمایا:

اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (حاکم، ابوداؤد)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن منبر کے سامنے والے دروازے سے مسجد نبوی میں آیا، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے بھی کھڑے کھڑے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! جانور مر گئے اور راستے بند ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا فرمائیے۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنتے ہی ہاتھ اُٹھا دیئے۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا۔ اے اللہ ہمیں سیراب کر اے اللہ ہمیں سیراب کر، اے اللہ ہمیں سیراب کر۔ انسؓ نے کہا کہ بخدا! کہیں دور دور تک آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آتا تھا اور نہ کوئی اور چیز ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان حائل تھی اور کوئی مکان بھی نہ تھا۔ پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کے برابر بادل نمودار ہوا اور بیچ آسمان تک پہونچ کر چاروں طرف پھیل گیا اور بارش شروع ہو گئی، خدا کی قسم ہم نے سورج ایک ہفتہ تک نہیں دیکھا۔ پھر ایک شخص دوسرے جمعہ کو اسی دروازے سے آیا، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے، اس شخص نے پھر آپ ﷺ کو کھڑے کھڑے ہی مخاطب کیا کہ یا رسول اللہ مال ومنال پر تباہی آگئی اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش روک دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔ (اے اللہ ہمارے آس پاس بارش ہو، ہمارے اوپر نہ ہو، اے اللہ! ٹیلوں، پہاڑوں، نالوں اور جنگلوں میں برسا) اُنھوں نے کہا کہ اس دعا سے بارش بند ہو گئی اور ہم نکلے تو دھوپ نکل چکی تھی۔ شریک نے کہا کہ میں نے انسؓ سے پوچھا کیا یہ وہی پہلا شخص تھا تو اُنھوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ بارش کے لئے صحابہ کرامؓ آپ کی دُعا کو وسیلہ بناتے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی دعا کے وسیلہ کو قبول فرما کر بارش برساتا۔ صحابہ کرامؓ نہ رسول اللہ ﷺ کی ذات کو وسیلہ بناتے نہ کسی اور نبی یا مخلوق کی ذات کو، بلکہ وسیلہ صرف آپ ﷺ کی دعا کا مانگتے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کرتے۔ آپ ﷺ مستجاب الدعوۃ تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی دعا کو فوراً قبول فرماتے۔

ان احادیث میں کہیں بھی نہ آپ کے جاہ، نہ مرتبہ، نہ ذات، نہ منصب، نہ شخصیت کے وسیلہ کا اشارہ ہے، نہ حکم، وسیلہ ہے تو صرف دعا کا جو شرعی وسیلہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کا وسیلہ ترک کر دیا

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تو صحابہ کرام آپ ﷺ کی دعا کا وسیلہ لیتے تھے لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ سے دعا کی درخواست ممکن ہی نہ تھی، اس لئے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے اور دعا بلاشبہ عمل اور عبادت ہے جس کا کرنا موت کی وجہ سے ممکن نہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں اللہ کے رسول ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ سے استسقاء (بارش کے لئے) دعا کی درخواست کرتے، جیسا کہ:

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جب کبھی حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط پڑتا تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے پاس استسقاء (بارش طلب کرنے کیلئے نماز کے ذریعہ دعا) کی درخواست کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی ﷺ کی دعا کا وسیلہ لایا کرتے تو آپ پانی برسایا کرتے تھے اب ہم اپنے نبی کے چچا کی دعا کو وسیلہ بناتے ہیں، آپ ہم پر پانی برسائیے، حضرت انسؓ نے کہا چنانچہ بارش خوب ہی برستی۔ (صحیح بخاری۔ ابواب الاستسقاء)

حافظ ابن حجرؒ نے حضرت عباسؓ کی دعا بھی نقل کی ہے۔ آپ نے استسقاء کی دعا اس طرح کی تھی۔ اے اللہ! آفت ومصیبت بغیر گناہ کے نازل نہیں ہوتی اور توبہ کے بغیر نہیں چھٹتی، آپ کے نبی کے یہاں میری قدر ومنزلت تھی اس لئے قوم مجھے آگے بڑھا کر تیری بارگاہ میں حاضر ہوئی ہے، یہ ہمارے ہاتھ ہیں جن سے ہم نے گناہ کئے تھے اور توبہ کے لئے ہماری پیشانیاں سجدہ ریز ہیں، بارانِ رحمت سے سیراب کیجئے، اس کے بعد بارش پہاڑوں کی طرح موسلا دھار آئی۔ (فتح الباری)

حضرت عباسؓ نے گناہوں کے اعتراف اور اُن سے توبہ کو وسیلہ بنایا جو بلاشبہ عظیم صالح عمل ہے۔ حضرت عباسؓ دعا مانگ رہے تھے اور تمام مسلمان آپ کی دعا پر آمین کہہ رہے تھے، ابھی لوگوں کے ہاتھ دعا سے جھکے بھی نہ تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوئی۔

بروز قیامت اہل توحید (مومنین) کے حق میں محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو ایک دعا

حاصل ہوتی ہے (جو قبول کی جاتی ہے اور رد نہیں ہوتی) اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو آخرت میں اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھوں۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کے دن کون باسعادت شخص ہوگا جس کو آپ ﷺ کی شفاعت حاصل ہوگی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میرا بھی یہی خیال تھا کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا کیوں کہ حدیث کے لینے کے لئے میں تمہاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت اس باسعادت شخص کو حاصل ہوگی جس نے خلوص دل سے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہو۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اہل توحید (مومن) کی شفاعت کرینگے اور مشرک کو رسول اللہ ﷺ کی شفاعت حاصل نہ ہوگی۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سب سے پہلے محمد رسول اللہ ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی سفارش قبول ہوگی، اور آپ سے پہلے کوئی بھی سفارش نہ کر سکے گا۔

مردہ نیک بندوں کو سفارشی بنانا یا ان کی عبادت کرنا، وسیلہ اختیار کرنے کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ عبادت تو اکیلے اللہ تعالیٰ کی کرنا چاہئے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ - (یونس:۱۸)

اور اللہ کے سواء دوسروں کی عبادت کرتے ہیں جو اِن کو نہ نقصان دیں اور ان کو نہ نفع دیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں تو کہہ کیا تم اللہ کو ان باتوں کی خبر بتلاتے ہو جن کو وہ آسمانوں اور زمینوں میں نہیں جانتا وہ ان کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ -(الزمر:۳)

اور جو لوگ اس (اللہ) کے سوا اوروں کو حاجت روا بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو درجہ میں اللہ کے قریب کر دیں۔

اوپر کی آیتوں سے ثابت ہوا اور معلوم ہوا کہ مشرکین مردہ نیک لوگوں، رسولوں اور اولیاء اور فرشتوں کو اللہ کے نزدیک اپنے سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرتے اور یہ گمراہ عقیدہ رکھتے کہ مردہ نیک لوگوں (اولیاء) کی عبادت کے وسیلہ کے ذریعہ ان کو اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوگی اور ان کی خواہشات اور حاجات پوری ہو جائیں گی۔ اس طرح کچھ مسلمانوں نے مردہ نیک لوگوں، اولیاء کو اپنا سفارشی بنالیا ہے اور ان کو پکارتے یا ان کی قبروں پر جا کر عبادت کے رسوم ادا کرتے ہیں اور ان کیلئے نذر اور قربانی کرتے ہیں یا ان سے دعا کرتے اور ان کو پکارتے ہیں اور ان مردہ نیک لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے سفارش کر کے ہمارے کام حاجات اور ہماری خواہشات پوری کرادیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یہ واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی عبادت کرنا اور ان کیلئے نذر اور قربانی کرنا اور ان سے دعا کرنا شرک ہے۔

دراصل یہ لوگ دوسرے الفاظ میں مردہ نیک لوگوں کو مشکلات حل کرنے والے سمجھتے ہیں اور ان سے ان کی مدد طلب کرتے ہیں اور یہ گمراہ کن عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ مردہ نیک لوگ، زندگی اور موت دینے کا اختیار رکھتے ہیں خواہشات اور ضروریات زندگی فراہم کرنے کی طاقت رکھتے ہیں جبکہ ایسے عقیدے اور ایسے کام گمراہ کن جہالت اور شرک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نقصان اور نفع پہنچانے، موت اور زندگی دینے کا اختیار اور قدرت نہیں ہے جیسے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ⑤ (الاحقاف۔۵)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ (سبا۔۲۲)

(اے رسول ﷺ) کہہ دیجئے کہ (اے کافرو) پکارو ان کو جن کو تم اللہ کے سوا گمان کرتے ہو وہ تمام آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ (شرکت) ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ (النحل۔۲۰۔۲۱)

اور یہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ یہ بھی شعور (خبر) نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۔ (فاطر ۱۳۔۱۴)

اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ ایک دھاگے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری دعا نہیں سنتے۔ اگر وہ سن پائیں تو تمہاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے روز تمہارے اس شرک سے انکار کریں گے اللہ خبیر جیسی خبر تم کو کوئی نہیں بتلا سکتا۔

اولیاء، شہیدوں، نیک مردہ لوگوں کو سفارشی نہیں بنایا جا سکتا اور ان کا وسیلہ نہیں لیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ (البقرہ۔۲۵۵)

کون ہے جو بلا اجازت اس (اللہ) کے پاس سفارش کرے۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾ قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾ (الزمر۔۴۳۔۴۴)

کیا ان (مشرک) لوگوں نے اللہ کے سوا، اوروں کو شفیع (سفارشی) بنالیا ہے۔ آپ کہہ دیجئے گو چاہے وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور وہ کچھ عقل نہ رکھتے ہوں۔ آپ کہہ دیجئے سفارش تو ساری اللہ کے قبضہ میں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی تمام حکومت اسی کیلئے ہے۔ پھر تم اسی کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔

ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیک مردہ لوگوں کو سفارشی نہیں بنایا جا سکتا اور ان کا وسیلہ نہیں لیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرنا یا دعائیں مانگنا نہ صرف تباہ کن ہے بلکہ یہ جہالت اور شرک ہے دعا صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے اور عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ دعاؤں کو بغیر وسیلے کے بھی قبول فرماتے اور عطا فرماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۔ (البقرہ:۱۸۶)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو کہہ دے کہ میں قریب ہوں۔ پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی مجھے پکاریں قبول کرتا ہوں۔ پس میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تا کہ کامیابی کی راہ پائیں۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۔ (الغافر:۶۰)

تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

شفاعتِ کبریٰ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مومنوں کو روک دیا جائے گا تو انھیں اس پر تشویش ہوگی وہ کہیں گے کہ کیوں نہ ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کسی سے شفاعت کروائیں جو ہمیں اس جگہ سے راحت دلائیں۔ چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ (آدم علیہ السلام) سے کہیں گے آپ لوگوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ کو اپنی جنت میں رکھا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو ہر چیز کا نام سکھایا لہٰذا آپ اپنے رب سے ہمارے لئے شفاعت کیجئے کہ ہم کو اس جگہ سے ہمیں راحت (نجات) دلائیں چنانچہ وہ کہیں گے میں تمہارے کوئی کام نہیں آسکتا اور اپنی ایک لغزش کا تذکرہ کریں گے جو درخت کھانے سے واقع ہوگئی تھی جس (کام) سے منع کیا گیا تھا، فرمائیں گے کہ تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ جنھیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کے لئے پہلا نبی بنا کر بھیجا تھا تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ ان (لوگ) سے کہیں گے میں تمہارے کوئی کام نہیں آسکتا اور اپنی خطا کا تذکرہ کریں گے جو کہ بغیر علم کے سوال کر بیٹھے۔ فرمائیں گے کہ تم اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ وہ فرمائیں گے کہ میں بھی تمہارے کام نہیں آسکتا اور تین ایسی باتیں ذکر کریں گے جو ظاہر کے خلاف تھیں۔ فرمائیں گے کہ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو توریت عطا کی اور ان سے بات کی اور قربِ خاص سے نوازا۔ تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں تمہارے کام نہیں آسکتا اور اپنی ایک لغزش کا ذکر کریں گے جو اِن سے سرزد ہوئی کہ ایک جان کو قتل کر بیٹھے تھے فرمائیں گے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے اس کے رسول اور روح اللہ (اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی روح) اور اس کا کلمہ ہیں تو وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے کہ تمہارا یہ کام مجھ سے نہیں نکلے گا بلکہ تم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ

جو ایسے بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دیا ہے۔ فرمایا: تو وہ (لوگ) میرے پاس آئیں گے میں میرے رب سے مقام (محمود) میں داخلے کی اجازت طلب کروں گا، مجھے اجازت مل جائے گی، جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اسی طرح رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا چنانچہ کہا جائے گا (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا محمد! اُٹھو اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی، شفاعت کرو قبول کی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے۔ فرماتے ہیں میں اپنے سر کو اُٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی ثنا و حمد کروں گا جو مجھے سکھائی جائے گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی کہ نکالو جہنم سے پس میں انھیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر دوسری دفعہ میں میرے رب سے مقام میں داخلے کی اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت مل جائے گی جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اس وقت تک رہوں گا جب تک اللہ چاہے گا پھر فرمائے گا کہ اے محمد ! سر اُٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی شفاعت کرو قبول فرمائی جائے گی مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بس میں سر اُٹھا کر اپنے رب کی ثناء و حمد بیان کروں گا جو مجھے سکھائی جائے گی پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی، نکال لو، پس میں انھیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دوں گا۔ پھر میں تیسری مرتبہ میں میرے رب سے مقام میں داخلے کی اجازت طلب کروں گا، مجھے اجازت دے دی جائے گی جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اس وقت تک رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے پھر فرمائے گا: اے محمد! سر اُٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی شفاعت کرو کہ قبول فرمائی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا تو میں سر اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی ثنا و حمد بیان کروں گا۔ جو مجھے سکھائی جائے گی۔ پھر شفاعت کروں گا تو نکالنے کی میرے لئے حد مقرر فرما دی جائے گی پس میں انھیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دوں گا، یہاں تک کہ جہنم میں وہی باقی رہ جائیں گے جنھیں قرآن مجید نے روک رکھا ہو گا یا جن کا ہمیشہ (جہنم) میں رہنا واجب ہو گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی "عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا" اور آپ نے فرمایا کہ مقام محمود وہی ہے جس کا اس نے تمہارے نبی سے وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ (متفق علیہ)

ایمان کا مطلب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ (النساء۔۱۳۶)

ترجمہ: اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول محمد پر اور اس کتاب (قرآن) پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے۔ اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں۔ اور جو کوئی اللہ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے تو وہ دور کی گمراہی میں گمراہ ہو گیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا بے شک عبدقیس کا وفد جب نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کونسی قوم ہے! یا کونسا وفد ہے! ان لوگوں نے کہا ہم ربیعہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مبارکباد ہو قوم کے لئے یا وفد کے لئے۔ کسی قسم کی ذلت و رسوائی اور ندامت کی بات نہیں۔ اُن لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس آنے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں سوائے حرمت والے مہینوں کے۔ اور آپ ﷺ کے درمیان اور ہمارے درمیان مُضر کے کافروں کا قبیلہ ہے۔ پس آپ ﷺ ہم کو کسی فیصلہ کن بات کا حکم دیجئے کہ جس کے بارے میں ہم اپنے پیچھے والوں کو خبر کر دیں اور اس کے ذریعہ ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور ان لوگوں نے آپ ﷺ سے برتنوں کے بارے میں سوال کیا۔ پس آپ ﷺ نے ان لوگوں کو چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے روکا۔ اُن لوگوں کو اللہ واحد پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو معلوم ہے اللہ واحد پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے تو ان لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا،

زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا اور ان کو چار چیزوں سے روکا۔ حنتم (سبز قسم کا گھڑا) دبّاء (کدو کا بنا ہوا برتن) نقیر (کھجور کی جڑ سے بنا ہوا برتن) اور مزفت (تارکول لگایا ہوا برتن) اور فرمایا ان کو یاد رکھو اور اس کے متعلق اُن کو خبر کر دو جو تمہارے پیچھے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر، قیامت کے دن پر، اس کے رسولوں پر، اور مرنے کے بعد دوبارہ اُٹھائے جانے پر ایمان لاؤ۔ پھر اس شخص نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے پھر جواب دیا اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس شخص نے احسان کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو پھر یوں تصور کرو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ میں آپ کو صرف اس کی نشانیاں بتلا سکتا ہوں، وہ یہ ہیں۔ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے بلند مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ“ پھر وہ پوچھنے والا پیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُسے واپس بلا کر لاؤ۔ لوگ دوڑ پڑے مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو اُن کا دین سکھانے آئے تھے۔ (بخاری)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان یہ

ہے کہ تو اللہ رب العالمین پر اور اس کے ملائکہ پر اور اس کے کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور روز قیامت پر ایمان لائے اور تو ایمان لائے تقدیر کی اچھائی اور اس کی بُرائی پر۔ (مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (۱) گواہی (شہادت) دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (۲) اور نماز قائم کرنا (۳) اور زکوٰۃ ادا کرنا (۴) اور حج (بیت اللہ) کا کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جان بوجھ کر (فرض) نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی توشہ اور سواری کا مالک ہو جو اس کو بیت اللہ (کعبہ) تک پہنچا دے اور اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے اور اسی طرح (قرآن میں) اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کیلئے اُن لوگوں پر بیت اللہ (کعبہ) کا حج فرض (واجب) ہے جو اس کیلئے خرچہ کی استطاعت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (انفال ۲،۴)

بے شک ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام لیا جائے تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب اللہ کی آیتیں ان پر پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں زیادتی کرتی ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں، وہی ہیں سچے ایمان والے، ان کے واسطے ان کے رب کے پاس درجے ہیں اور مغفرت اور عزت کی روزی۔

معلوم ہوا کہ توکل فرض ہے اور توکل ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط (طلاق: ۳)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ پر توکل کرے گا پس اللہ اسے کافی ہوگا۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان کو ایک درخت سے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ایمان ایک درخت ہے اس کی کئی شاخیں ہیں جیسے صبر، حلم، سخاوت، زہد، قناعت، عبادت، کلمہ طیبہ کا اقرار کرنا بڑی عمدہ شاخ ہے اور چھوٹی شاخ یہ ہے کہ راستہ سے کانٹا، اینٹ، پتھر دور کر دے تا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو، اسی طرح اگر راستے میں کوئی گڑھا ہو استطاعت ہو تو اس گڑھے کو بھر دے تا کہ کوئی اس میں نہ گر پڑے۔ اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے (شریعت میں حیاء سے مراد گناہ سے رُکنا اور قصور ہو جانے پر بے قرار ہو جانا)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حیا اور ایمان کو ایک دوسرے سے ملا دیا گیا ہے۔ جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسری بھی اٹھالی جاتی ہے (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں ان میں افضل شاخ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا اور ادنیٰ شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (مشکوٰۃ باب الایمان) (بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث میں دوستی و دشمنی اور صدقہ و خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ کو بھی ایمان میں شامل کیا گیا ہے جیسا کہ ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی سے دوستی رکھے تو اللہ کے واسطے اور دشمنی رکھے تو اللہ کے واسطے اور دے تو اللہ کے واسطے اور نہ دے تو اللہ کے واسطے تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

دنیا میں جب کوئی کسی سے دوستی و دشمنی کرتا ہے یا کسی کی مدد کرتا ہے یا کسی کی مدد کرنے سے ہاتھ روک لیتا ہے تو اس کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ رشتہ داری، قرابت داری، ہمدردی یا عداوت وغیرہ ان تمام چیزوں میں وہ اللہ کی مرضی کو مقدم رکھ کر کرے۔ دوستی، دشمنی، سخاوت و بخل وغیرہ کرے تو اللہ کی مرضی کو مقدم رکھے، ورنہ اس کی تمام محنت ضائع و بے کار ہے۔

سفیان بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ! مجھے کچھ اسلام کے بارے میں بتلائیے کہ آپ کے بعد میں کسی سے پھر سوال نہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ پر ایمان لے آؤ اور اس پر ثابت قدم رہو۔ (مسلم)

یہ لازم ہے تمام انسانوں کے لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بحیثیت اللہ کے رسول ایمان لائیں اور قرآن وحدیث کی اتباع کریں

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، نہیں ہے کوئی مگر یہودیوں اور نصاریٰ میں (موجودہ قوموں سے) جو میرے بارے میں سنے اور بغیر ایمان لائے مرجائے اس پیغام کو جو میں دیکر بھیجا گیا ہوں بلکہ وہ جہنمیوں میں سے ہوگا۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (ال عمران: ۸۵)

جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین تلاش کرے گا ہرگز اس سے قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چنا ہوا دین، جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو وہ صرف اسلام ہے اس کے علاوہ دوسرا کوئی مذہب اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے اور اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب کو اپنانا تباہی کی طرف جانا ہے اور نقصان کو دعوت دینا ہے اس کے برخلاف اسلامی تعلیمات کو بجالانا ہی حقیقی کامیابی ہے اور اچھی کامیاب زندگی کو دعوت دینا ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل: ۹۷)

جو کوئی ایماندار ہو کر نیک عمل کرے (مرد ہو یا عورت) تو ہم ان کو پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ان کو ان کا بدلہ ان کے اعمال سے بڑھ کر دیں گے۔ جو کہ وہ کرتے تھے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۸ (الحدید)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں نور دیگا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایسے مومنین جو ایمان لائیں اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اللہ سے ڈریں اور نیک عمل کریں اللہ ان کو اپنی رحمت عطا فرمائیں گے۔

اب کوئی باشعور شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عقیدۂ توحید فائدہ بخش ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں موحدین پر نازل ہوتی ہیں پھر کیوں آج کے مسلمان عقیدۂ توحید کو ماننے کے باوجود پریشان اور تباہ حال ہیں اس سوال کا جواب تھوڑی تفصیل طلب ہے۔

جب کوئی ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے تو اس پر اللہ کی رحمت اور فضل وکرم نازل ہوتا ہے اور اس پر نعمتوں کی بارش ہوتی ہے اور وہ دنیا وآخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف جب وہ گناہ کرنے لگتا ہے تو مصیبتوں اور پریشانیوں میں گھر جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔ (الشوریٰ: ۳۰)

تمہیں جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اعمال (گناہوں) کا نتیجہ ہے اور اللہ بہت سے گناہ معاف کردیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔ (البقرہ: ۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پوری طرح داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم (طریقے) کی پیروی نہ کرو۔

اسلام میں پوری طرح داخل ہوجانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم قرآن اور سنت رسول ﷺ پر من وعن عمل کریں اور اس کو ترک کرنا گویا دوسرے طریقے اختیار کرنا ہے جو کہ سراسر گمراہی ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی ابدی نعمتوں سے محروم ہو کر پریشانیوں، مصیبتوں، فتنوں، بدحالی اور ناکامی کا شکار ہوجاتا ہے اور شیطانوں کے راستے پر چلنا گناہ ہے جس کی وجہ سے انسان پریشانیوں میں گھر جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آدمی عقیدۂ توحید کو اختیار کرتا ہے تو سب سے پہلے وہ تمام جھوٹے معبودوں کا انکار کرتا ہے اور ان کی عبادت کرنے سے انکار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اقرار کرتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے بعد رسول ﷺ کی نبوت کا اقرار کرتا ہے جو کہ تمام انبیاء اور رسولوں کے بعد آخری رسول ہیں اور دوسرے الفاظ میں وہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حدیث کا اقرار کرتے ہوئے ایمان لاتا ہے۔

توحید کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو قرآن وحدیث کے احکامات کے حوالے کردے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔ (آل عمران:۳۲)

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم اعراض کروگے تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

اسلامی عقیدۂ توحید کے اقرار کے بعد آدمی کو دو چیزیں مضبوطی سے تھام لینا چاہئے۔

جیسا کہ حضرت مالک بن انسؓ سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر انھیں مضبوطی سے تھام لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب اللہ، دوسری اس کے رسول کی سنت۔ (مؤطا، امام مالک۔مشکوٰۃ)

اگر انسان ان دو چیزوں پر عمل پیرا ہو جائے تو وہ کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے پھر یہ ناممکن ہے کہ وہ گمراہ اور ناکام ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ عقیدہ توحید کا اقرار کرنے سے عقیدہ توحید کے تقاضے مکمل نہیں ہوتے۔ ایک تقاضہ باقی رہتا ہے کہ آدمی اپنے اعمال وافعال کو قرآن وحدیث کے احکامات کے مطابق بنائے وہ اپنے آپ کو اسلام میں مکمل داخل کر دے۔

عقیدۂ توحید کو ماننے کے بعد اگر آدمی اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق اور قرآن وحدیث کے خلاف عمل کرنے لگتا ہے تو وہ سچا مومن نہیں ہوسکتا۔

ایک اور حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی نفسانی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوں۔ (شرح السنۃ بحوالہ مشکوٰۃ)

یہی وہ حقیقی اسلام کا تقاضہ ہے کہ جس کے بغیر آدمی سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ (المائدہ:۴۴)

جو اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی ہدایت کے مطابق فیصلہ نہ کریں ایسے ہی لوگ دراصل کافر ہیں۔

قرآن وحدیث کی اتباع کے بغیر نہ انسان کو کامیابی مل سکتی ہے اور نہ ہی وہ آخرت میں کامران وسرخرو ہوسکتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اسلام میں کوئی نئ

بات ایجاد کی (نکالی) جو کہ اسلام میں نہ ہو وہ (مردود) مسترد ہے (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری ساری اُمت جنت میں جائے گی سوائے ان لوگوں کے جو انکار کریں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ انکار کرنے والے کون ہیں؟ تو آپؐ نے جواب دیا جو میری اطاعت کرے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے وہ انکار کرنے والا ہے۔ (بخاری)

انکار کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ یہی اسلام کا مقصد ہے جس کے بغیر کوئی انسان حقیقی موحد نہیں ہوسکتا۔ شریعت اسلامیہ کی تابعداری کے بغیر نہ تو توحید مکمل ہوسکتی ہے اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کی بے حد وحساب نعمتوں کا مستحق ہوسکتا ہے۔ مگر آج اجتماعی و انفرادی زندگی میں مسلمانوں کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں کامیاب ہونے والے ایمان والوں کی کچھ صفات یوں بیان کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

(المومنون:۱۔۱۱)

یقیناً مومنین کامیاب ہوئے جو نماز میں خشوع کرتے ہیں اور جو بے ہودہ بات سے منہ پھیرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں پر پس تحقیق ایسے لوگوں پر ملامت نہیں اور جو شخص اس کے سوا اور راستہ اختیار کرے پس وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں اور جو لوگ اپنی امانتوں اور قول وقرار کی حفاظت کرتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں جو وارث ہوں گے جنت کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا
مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۔

اگر وہ لوگ تورات اور انجیل اور ان کی کتابوں کی
پیروی پر قائم رہتے جو ان کے پاس بھیجی گئی تھیں تو ان
پر آسمان سے رزق برستا اور زمین سے رزق اُبلتا۔

(المائدہ: ٦٦)

اللہ تعالیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کو خصوصی حکم دیتا ہے اور مسلمانوں کو آگاہ فرماتا ہے کہ کئی انبیاء، رسول اور کتابیں بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے اور ان کو احکامات بجالانے کا حکم دیا گیا اور اللہ نے ان پر نزول رحمت کا وعدہ کیا لیکن جب انہوں نے کتابوں کو چھوڑ دیا اور ان پر عمل نہیں کیا وہ تنزل رسوائی کھلی بے عزتی کا شکار ہوگئے۔

پھر بھلا ایسی قوم پر اللہ کی رحمت کا نزول کیسے ہوسکتا ہے ان کا جرم ایسا ہے کہ اس کو تباہ و برباد ہی کیا جائے۔

ایمان لانے کے بعد مسلمانوں پر ایک فریضہ لازمی طور پر عاید ہوتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچائیں۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی اپنی صلاحیت (قابلیت) کے لحاظ سے اس فرض کو انجام دیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری باتیں دوسروں تک پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۔ (اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کو بچانا لازم ہے گمراہ ہونے والا تمہیں کوئی نقصان نہیں دے گا جبکہ تم ہدایت پر ہو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگ دیکھیں ظالم کو اور اس کے دونوں ہاتھ نہ پکڑلیں تو قریب یہ ہے کہ اللہ ان کو عام کردے اس کی طرف سے سزا کو۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ ۔ آمین

توحید کی قسمیں

توحید کی تین قسمیں ہیں:

(۱) توحید ربوبیت۔ (۲) توحید الوہیت (توحید العبادہ)۔ (۳) توحید اسماء وصفات۔

پہلی قسم: توحید ربوبیت

اللہ کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور ان کاموں میں کسی بھی مخلوق کا عمل دخل نہ سمجھنا توحید ربوبیت کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خالق (پیدا کرنے والا، اولاد دینے والا) رازق (رزق دینے والا) ہے، وہی موت وحیات کا مالک ہے، وہی حاجت روا، مشکل کشا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ صحت وشفاء عطا کرنے والا ہے، غیب کی باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہی اکیلا ہر کام کی تدبیر کرنے والا ہے اور ساری دنیا (اور کائنات) کے نظام کو چلانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے توحید ربوبیت کا اقرار کرنا تمام مخلوقات کیلئے واجب قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الفاتحہ: ۱)

تمام تعریفیں اللہ کیلئے جو عالمین کا رب ہے۔ (انسانوں، جنوں اور تمام مخلوقات کا)

مشرکین مکہ توحید ربوبیت کو تسلیم کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے تھے، صرف توحید ربوبیت کو تسلیم کر کے ایک شخص دین اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس کی جان ومال محفوظ ہوسکتی ہے اور نہ وہ آخرت میں عذاب جہنم سے نجات پاسکتا ہے، جب تک کہ وہ توحید الوہیت کو بھی تسلیم نہ کرلے۔

دوسری قسم: توحید الوہیت (توحید العبادہ)

ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے بجالانا توحید الوہیت کہلاتا ہے، بندوں کے تمام تر افعال ظاہری ہو یا باطنی، جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں، پسند کرتے ہیں، جیسے: دعا، نذر،

ذبح، حج، امید وخوف، توکل، رغبت وڈر، روزہ، صدقہ خیرات، انابت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کو یکتا اور تنہا قرار دینا، معبود قرار دینا۔ اسی توحید الوہیت کو لے کر تمام تر انبیاء ورسل دنیا میں تشریف لائے اور یہی ہر دور میں لوگوں کے اختلاف کا مرکز رہی کیونکہ جملہ رسولوں نے توحید ربوبیت کی توضیح و تشریح کی جسے اُن کی امتیں مانتی تھیں اور انہیں توحید الوہیت کی دعوت دی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا شَيْـًٔا (النساء:۳۶)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

توحید الوہیت کا بندوں پر واجبی حق ہے اور یہ دین کے تمام تر امور میں سب سے اہم اور تمام تر اعمال کی قبولیت کی اساس اور بنیاد ہے۔ قرآن کریم نے اسے بار بار بیان کیا اور یہ واضح کر دیا کہ انسان کی نجات دنیوی واخروی سعادت کا سارا دارومدار اسی توحید الوہیت کو اپنانے میں ہے۔

تیسری قسم: توحید اسماء وصفات

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں یا اپنے رسول محمد ﷺ کی زبان پر اپنے جن ناموں سے خود کو موسوم کیا ہے اور جن اوصاف کو بیان کیا ہے ان تمام میں اللہ تعالیٰ کو منفرد اور یکتا مانا جائے بغیر کسی تبدیلی کیفیت کے، اور اللہ کے صفات بغیر کسی تحریف، تبدیلی اور بغیر کسی اس کے ناموں اور صفات کے انکار کے، اور بغیر کسی تکییف، کسی صفت کی ہیئت، کیفیت وحالت کو بیان کئے بغیر یا کسی مخلوق سے مشابہت دیئے بغیر ایمان لانا توحید اسماء وصفات کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (سورۂ شوری:۱۱)

اللہ کے جیسی کوئی چیز نہیں۔

تقاضہ اِسلام اور انسانیت

اسلام دینِ انسانیت ہے، اس کا نازل کرنے والا ''رب العالمین'' یعنی ساری دنیا کا پالن ہار ہے اور اس کی طرف دعوت دینے والے رسول ﷺ ''رحمت اللعالمین'' یعنی سارے عالم کے لئے رحمت ہیں۔ انسانی تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے پہلے انسانیت مذہبی گمراہی کے ساتھ ساتھ ذلت وغلامی ظلم وفساد، بدحالی وبے چارگی، کمزوریوں اور ناتوانیوں کی انتہا کو پہنچ چکی تھی، امراء وسلاطین نشۂ سلطنت میں سرشار تھے، انسانیت اور بھائی چارگی، ہمدردی وتعاون، عدم وانصاف، ایمانداری اور صداقت کا نام ونشان نہ تھا، طبقاتی تقسیم، معاشرتی امتیازات اور معاشی تباہی نے انسانیت کو اندر سے کھوکھلا کر دیا تھا، غرض انسانیت مذہبی وتہذیبی اور سماجی ومعاشی تباہی وبربادی کے آخری نقطہ کو پہنچ چکی تھی جس کا قرآن حکیم نے بڑے ہی مؤثر انداز میں تذکرہ کیا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ۔ (الروم:۴۱)

تباہی پھیل گئی ہے خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے نتیجہ میں۔

یہ حالات تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے انسانیت کی ہدایت وبھلائی، کامیابی وترقی کے لئے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے جاہلیت کی بے راہ روی، اخلاقی گراوٹ، ظلم وزبردستی، قتل وخون ریزی اور فتنہ وفساد غرض ان تمام بُرائیوں کو یکسر ختم کر دیا جن سے انسانیت کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور ان کی جگہ پر انسانی جان ومال اور عزت وآبرو کے احترام کی تعلیم۔ عدل وانصاف، تہذیب وتمدن، اُخوت وبھائی چارگی، محبت وہمدردی اور امن وامان کے وہ عالمگیر اُصول وضوابط عطا کئے جس سے دنیا نے انسانیت کا سبق سیکھا یہاں ان تمام باتوں کا مختصر طور پر تذکرہ کیا جائے گا تا کہ انسانوں کو اس بات کا احساس ہو کہ دورِ حاضر میں اسلامی تعلیمات کی کیسی شدید ضرورت ہے۔ نیز انسانوں کے اندر حسن سلوک، رواداری اور خدمت خلق کے پاک جذبات پیدا ہوں، اللہ تبارک تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری ان حقیر کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔